۱۹

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ

۷ نومبر ۱۹۵۸ء

قیمت ۵ آنے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

پاخانہ کے آداب

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللَّاعِنَیْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الَّذِیْ یَتَخَلّٰی فِیْ طَرِیْقِ النَّاسِ اَوْفِیْ ظِلِّھِمْ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

راستہ میں پاخانہ نہ پھرو

ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بچو تم ان دو چیزوں سے جو لعنت کا سبب ہیں۔ صحابہ نے پوچھا کیا ہیں وہ چیزیں یا رسولؐ اللہ فرمایا ایک تو یہ کہ کوئی شخص، لوگوں کے راستہ میں پاخانہ پھرے اور دوسرے یہ کہ لوگوں کے سایہ کی جگہ میں کوئی شخص پاخانہ پھرے (یعنی کسی سایہ دار درخت کے نیچے)

پاخانہ پردہ میں پھرو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ اِنْطَلَقَ حَتّٰی لَا یَرَاہُ اَحَدٌ رواہ ابُوْدَاؤُدَ

جابرؓ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ کو (جنگل میں) جانے کا ارادہ فرماتے (تو ایسی جگہ) تشریف لے جاتے کہ آپ کو کوئی نہ دیکھتا۔

پاخانہ کے لئے نیچے بیٹھ کر کپڑا اٹھاؤ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَۃَ لَمْ یَرْفَعْ ثَوْبَہٗ حَتّٰی یَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ رواہُ التِّرْمِذِیُّ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالدَّارِمِیُّ

انسؓ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب پاخانہ کا ارادہ فرماتے تو جب تک جھک کر زمین کے قریب نہ پہنچ جاتے کپڑا نہ اٹھاتے۔

قبلہ کی طرف پاخانہ نہ پھرو

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا اَنَا لَکُمْ مِثْلُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ اُعَلِّمُکُمْ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَۃَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْھَا وَاَمَرَ بِثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ وَنَھٰی عَنِ الرَّوْثِ وَالرِّمَّۃِ وَنَھٰی اَنْ یَسْتَطِیْبَ الرَّجُلُ بِیَمِیْنِہٖ رواہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ

ابوہریرہؓ نے بیان کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسا باپ بیٹے کے لئے ہوتا ہے۔ میں تم کو بتاتا ہوں۔ کہ جب تم پاخانہ کو جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ تو منہ کرو اور نہ پشت اور حکم دیا آپؐ نے پاخانہ کے بعد تین ڈھیلوں سے پاک کرنے کا اور منع فرمایا استنجا کرنے کو لید اور ہڈی سے اور منع فرمایا سیدھے ہاتھ سے استنجا کرنے کو۔

سیدھے اور اُلٹے ہاتھ کے کام

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَتْ یَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْیُمْنٰی لِطُھُوْرِہٖ وَطَعَامِہٖ وَکَانَتْ یَدُہُ الْیُسْرٰی لِخَلَائِہٖ وَمَا کَانَ مِنْ اَذًی رواہُ اَبُوْدَاؤُدَ

عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدھے ہاتھ کو وضو کرنے اور کھانا کھانے میں استعمال فرماتے تھے۔ اور اُلٹے ہاتھ کو استنجا کرنے اور ہر مکروہ کام کو انجام دیتے ہیں

تین ڈھیلوں سے استنجا کافی ہے

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَھَبَ اَحَدُکُمْ اِلَی الْغَائِطِ فَلْیَذْھَبْ مَعَہٗ بِثَلٰثَۃِ اَحْجَارٍ یَسْتَطِیْبُ بِھِنَّ فَاِنَّھَا تُجْزِیُٔ عَنْہُ رواہُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ وَالدَّارِمِیُّ،

عائشہؓ کہتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی پاخانے کو جائے تو اپنے ساتھ تین پتھر یا ڈھیلے لے جائے کہ ان سے استنجا کرے پس یہ کافی ہوں گے۔ (یعنی پانی کی ضرورت باقی نہ رہے گی)۔

گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کرو

عَنْ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْتَنْجُوْا بِالرَّوْثِ وَلَا بِالْعِظَامِ فَاِنَّھَا زَادُ اِخْوَانِکُمْ مِنَ الْجِنِّ رواہُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ اِلَّا اَنَّہٗ لَمْ یَذْکُرْ زَادَ اِخْوَانِکُمْ مِنَ الْجِنِّ،

ابن مسعودؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ نے کہ گوبر اور ہڈی سے استنجا نہ کرو۔ اس لئے کہ یہ چیزیں تمہارے بھائی جنوں کی غذا ہیں

غسل خانہ میں پیشاب نہ کرو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ مُسْتَحَمِّہٖ ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْہِ اَوْیَتَوَضَّأُ فِیْہِ فَاِنَّ عَامَّۃَ الْوَسْوَاسِ مِنْہُ رواہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ اِلَّا اَنَّھُمَا لَمْ یَذْکُرَا ثُمَّ یَغْتَسِلُ فِیْہِ اَوْیَتَوَضَّأُ فِیْہِ۔

عبد اللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص اپنے غسل خانہ میں پیشاب نہ کرے۔ (اس لئے کہ پیشاب کرنے کے بعد) اس میں نہانا یا وضو کرنا اکثر وسواس پیدا کرتا ہے۔

سوراخ میں پیشاب نہ کرو

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَبُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ فِیْ جُحْرٍ رواہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَالنَّسَائِیُّ۔

عبد اللہ بن سرجسؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی شخص تم میں سے سوراخ کے اندر پیشاب نہ کرے۔

تین باتوں سے بچو

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلٰثَۃَ اَلْبَرَازَ فِی الْمَوَارِدِ وَقَارِعَۃِ الطَّرِیْقِ وَالظِّلِّ رواہُ اَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَۃَ،

معاذؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بچو تم تین چیزوں سے جو لعنت کا سبب ہیں (۱) پیشاب و پاخانہ کرنا (دریا کے) گھاٹوں پر (۲) راستہ کے درمیان اور (۳) سائے میں پیشاب و پاخانہ پھرنا

پاخانہ سے واپس آکر غفرانک کہو

عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَکَ رواہُ التِّرْمِذِیُّ وَابْنُ مَاجَۃَ وَالدَّارِمِیُّ

عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے غفرانک یعنی اے اللہ میں تیری بخشش کا خواستگار ہوں۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۴ | جمعۃ المبارک ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ ۷ نومبر ۱۹۵۸ء | شمارہ ۲۶

ایجنٹ حضرات سے

ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کے اجراء کا مقصد صرف کتاب و سنت کی اشاعت ہے۔ اس کے سرپرست اور دوسرے اعزازی کارکن اس کے باقاعدہ خریدار ہیں۔ انجمن خدام الدین اس سے ہرگز کوئی نفع کمانا نہیں چاہتی۔ اور نہ ہی آج تک انجمن کو اس سے کوئی آمدنی ہوئی ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کی رضاء حاصل کرنے کی غرض سے جو شخص بھی اس کی درمے۔ قدمے اور سخنے مدد کرے گا۔ اس کو یقیناً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اجر عظیم عطا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس زمرہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العلمین۔

یہ تو تصویر کا ایک رُخ ہے۔ اس کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ فرمایئے جو شخص بھی کسی طریقہ سے اس کی اشاعت میں رکاوٹ پیدا کرے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ ضرور ناراض ہونگے۔ اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو اس جرم سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العلمین

اس پرچہ کے خریداروں اور ایجنٹوں میں ہر دو قسم کے لوگ موجود ہیں۔ اس فرصت میں ہم خریداروں کے متعلق کچھ عرض کرنا نہیں چاہتے۔ ان کے متعلق ہم وقتاً فوقتاً عرض کرتے رہتے ہیں۔ آج ہمارا روئے سخن ایجنٹ حضرات کی طرف ہے۔ بعض ایجنٹ تو اس کی درمے قدمے اور سخنے امداد کرتے رہتے ہیں۔ وہ وقت پر بل ادا کرتے ہیں۔ الحمد للہ ہمارے ایجنٹوں میں اکثریت اسی قسم کے حضرات کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو دین و دنیا میں اپنے انعامات خصوصی سے نوازے آمین یا الہ العلمین۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو دانستہ یا نادانستہ اس کی اشاعت میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ وہ اپنے خریداروں سے ماہوار رقم وصول کرکے اپنے کمیشن کے علاوہ ہمارے بل کی رقم بھی کھاتے ہیں۔ کمیشن کی رقم تو ان کے لئے حلال ہے۔ لیکن ہمارے بل کی رقم کسی طرح بھی ان کے لئے حلال نہیں۔ ہم متواتر کئی ماہ تک ان کو بل کی ادائیگی کے لئے لکھتے رہتے ہیں۔ لیکن جب ہمارا پیمانۂ صبر لبریز ہو جاتا ہے۔ اور ادائیگی کی تمام امیدیں ختم ہو جاتی ہیں۔ تو بادل ناخواستہ پرچہ بند کرنا پڑتا ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس طرح اشاعت دین میں جو رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اس کی ساری ذمہ داری انہی ایجنٹ حضرات پر ہے۔ جو باقاعدہ بل کی ادائیگی نہیں کرتے اس زمرہ میں قدیم اور جدید دونوں قسم کے ایجنٹ ہیں۔ قدیم ایجنٹ تو ہمارے ہزاروں روپے ہضم کرکے بیٹھ رہے ہیں۔ ان کو جب کبھی ادائیگی کے لئے لکھا جاتا ہے۔ تو وہ خط کا جواب دینا بھی گوارا نہیں کرتے۔ ہم نے ان کو ادائیگی کا ہر ممکن موقعہ دیا۔ لیکن انہوں نے اس کو ہماری کمزوری پر محمول کیا۔ اب ہم مجبور ہو چکے ہیں۔ کہ ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں۔

جدید ایجنٹوں کے ذمہ تین ہزار روپیہ کی رقم واجب الادا ہے کچھ روز اور انتظار کرنے کے بعد ان کا پرچہ بھی بند کر دیا جائے گا۔ اور ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے گی۔ ان کی کوتاہی سے پرچہ کی اشاعت پر اثر پڑنے کے علاوہ پرچہ کو مالی مشکلات کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ادارہ کی ہر ممکن کوشش ہوتی ہے۔ کہ حتی الوسع پرچہ بند نہ کیا جائے۔ لیکن بند کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہتا تو پرچہ بند کیا جاتا ہے۔

ہم ان ایجنٹوں سے جو ہمارے ہزاروں روپے ہضم کئے بیٹھے ہیں۔ درخواست کرتے ہیں کہ وہ جلد از جلد بلوں کی ادائیگی کرکے اس دینی جریدہ کے معاونین کی فہرست میں شامل ہونے کی کوشش کریں اور اس کی راہ میں روڑہ اٹکانے والوں کی فہرست سے اپنا نام کٹوانے کی کوشش کریں۔

مجلسِ ذکر

حضرت مولٰینا احمد علی صاحب

بروز جمعہ مورخہ ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۸ء بخیر و عافیت لاہور تشریف لے آئے ہیں۔ آپ ۱۴ نومبر ۱۹۵۸ء کو منعقد ہونے والی مجلس ذکر کے بعد جو تقریر فرمائیں گے۔ وہ انشاء اللہ العزیز ۲۸ نومبر ۵۸ء کے شمارہ میں ہدیہ ناظرین کی جائے گی۔

جمعہ کی تعطیل

نماز پنجگانہ کو ارکان اسلام میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ بلوغت کے بعد نماز کی پابندی ہر عاقل بالغ مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن مجید میں نماز کی باربار تاکید کی گئی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ نماز ہی کفر اور اسلام میں فرق کرنے والی ہے۔ نماز پنجگانہ میں نمازِ جمعہ کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ نماز جمعہ کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس نام کی ایک مستقل سورت نازل فرمائی ہے۔ اسی سورت میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ جمعہ کی اذان سن کر کاروبار بند کرکے نماز کے لئے آؤ۔

یہ قاعدہ ہے۔ کہ جو کام جتنا اہم ہو اتنی ہی زیادہ اس کے لئے تیاری کرنی پڑتی ہے۔ نماز جمعہ کی اہمیت کے پیش نظر اس کے لئے تیاری کی بھی ضرورت ہے۔ حجامت بنوانا نہانا۔ نئے یا دھلے ہوئے کپڑے پہننا۔ خوشبو لگانا یہ سب کام جمعہ کی نماز سے پہلے کرنے سنت ہیں۔ ان کاموں کو سرانجام دینے کے لئے ضروری ہے۔ کہ جمعہ یوم تعطیل منایا جائے۔ پاکستان کو بنے ہوئے گیارہ سال سے زائد عرصہ ہوگیا ہے۔ لیکن ابھی تک یہاں اتوار ہی یوم تعطیل ہے۔ جمعہ کے روز آدھی تعطیل پہلے بھی ہوتی تھی اور اب بھی ہو رہی ہے۔ لیکن اس سے فائدہ

باقی صفحہ ۱۴ پر

۷۸۶

حلقۂ احباب

(از جناب ماسٹر لال دین صاحب اخگر بی-اے بی ٹی گھڑیالہ کلاں)

قسط نمبر ۸

جاوید۔ یہ مولویانہ نظریّہ ہے۔ جو نمازِ ظہر سے پہلے ہم پر تھوپنا گیا ہے۔ کہ عورت گھر کی چار دیواری میں مقیّد رہے۔ موجودہ ترقی یافتہ ممالک کے ساتھ دوش بدوش چلنے کے لئے پاکستان جیسی نو زائیدہ سلطنت کے افراد کو اُن ذرائع کو اپنانا پڑے گا۔ جن کی برکات سے اغیار مالا مال ہیں۔ مُلّا ازم اگر ہم کو قرونِ اولیٰ کی سادگی پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتی ہے۔ تو یاد رکھئے۔ کہ زمانہ بھر کی قومیں ہم سے اتنا آگے بڑھ جائیں گی۔ کہ ہماری فرسودہ تہذیب اُن کے گرد و غبار میں کھو کر رہ جائے گی۔ اور یہی مُلک جس کو ہم نے لاکھوں قربانیاں پیش کر کے حاصل کیا ہے دود یا بدیر ہم سے چھن جائے گا۔

اختر۔ ہاں ہاں۔ جہاں تک دنیاوی ترقی کا سوال ہے ہمارے مرد و زن کو یورپین اقوام کی تقلید کرنا پڑے گی۔ ورنہ خوشحالی اور ارتقا کی راہیں ہم پر آج سے ہی مسدود ہیں۔ کیونکہ وہ قوم جو زمانے کے تقاضوں کے مطابق راہِ ترقی پر گامزن نہیں ہوتی۔ وہ لازماً قدرت کے شبانہ روز عطیات سے استفادہ نہیں کرسکتی۔ اسی حقیقت کو اقبال مرحوم نے ان الفاظ میں منظوم فرمایا ہے ؎

نہ تھا اگر تو شریکِ محفل۔ قصور تیرا تھا یا کہ میرا
مِرا طریقہ نہیں کہ رکھ لوں کسی کی خاطر مئے شبانہ

حاضرین۔ بہت خوب! مولوی صاحبؑ عورت کو میدان میں آنا پڑے گا۔ تب کہیں جاکر قوم کی نجات ہوگی۔

عبد الرشید۔ کنوئیں میں بھنگ پڑی اب سارے بیک زبان پکار رہے ہیں کہ عورت کو میدان میں آنا پڑے گا۔ جناب ہم نے کب کہا ہے کہ عورت لحدِ قبر تک بیکار رہے۔ اسلام نے عورت کے فرائض کو نہایت بلیغ انداز میں بیان فرمایا ہے۔ مگر آپ کا یہ ارشاد ہے کہ مسلمان عورت کو مسیحی دُنیا کی تقلید میں اپنی عفّت و پاکدامنی کو نذرِ ترقی کر دینا چاہیئے یہ مطالبہ ہر لحاظ سے غلط ہے۔ قرآنِ مجید کے حکیمانہ ارشادات نے ساری کائنات کے منصف مزاج فلاسفروں سے خراجِ تحسین حاصل کیا ہے۔ وہ معاشرہ جس میں کاروں۔ لاریوں۔ بلند عمارت۔ قیمتی اور بھڑکیلی پوشاکوں اور عمدہ عمدہ خورد و نوش کا اہتمام تو لابدی سمجھا جائے۔ مگر رُوحانی تربیت حاصل کرنے کی کسی کے دل میں تڑپ موجود نہ ہو۔ اس میں کالج۔ سکول۔ فحاشی کے اڈّے اور شراب خانے تو پائے جاتے ہوں۔ مگر کتاب و سنّت کی ترویج و اشاعت کا کوئی بھی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ نظر نہ آتا ہو۔ انسانی تاریخ کے ماہرین کا فیصلہ ہے کہ اس معاشرے میں سانس لینے والے دن بدن شیطان کے جنگل میں پھنس رہے ہیں۔ اور آخر کار سوائے معدودے چند تمام افراد غضبِ الٰہی کا شکار ہو کر رہ جائینگے۔ مذہبِ اسلام نے مرد و زن کو قلبی پاکیزگی کا سبق دیا ہے۔ شرم و حیا کے زیور کو نصف ایمان کے ہم پلّہ فرمایا ہے۔ نگاہوں کی حیا کو عصمتوں کی حفاظت کا ضامن قرار دیا ہے۔ اگر موجودہ تہذیب میں عورت اسلامی دستور و آئین سے آزاد ہو کر کوئی ترقی کرنا چاہتی ہے یا چند بر خود غلط انسانوں کا یہ تقاضا ہے کہ عورت ہر میدان میں مردوں کے شانہ بشانہ رواں و دواں ہو۔ تو سن لیجئے۔ اور گوشِ نصیحت نیوش سے سُن لیجئے کہ ساری قوم سے آہستہ آہستہ حیا کی قدر و منزلت۔ پاکدامنی کے جذبات اور غیرت کی سوتیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہو جائیں گی۔

سعید۔ مولوی صاحب آپ کا جوش بجا ہے۔ مگر آپ لوگوں بحث لمبی ہو رہی ہے۔ شاید آپ لوگوں کو اتنا تجربہ نہیں، جتنا مجھ کو ہے۔ میں نے برسوں فلمی دنیا کو اپنا دین سمجھا ہے۔ اس سے پیشتر میں نے آپ کی گفتگو کو ہمیشہ مذاق کے انداز میں سُنا ہے۔ مگر آج مَیں صاف لفظوں میں اعتراف کرونگا کہ مخلوط تعلیم گاہوں۔ کالجوں اور سنیما گھروں نے ہماری مستورات سے شرم و حیا ضرور چھین لیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ نوجوانوں میں بھی بے غیرتی کی وبا عام ہوگئی ہے۔ لہٰذا بجائے اس کے کہ ہم آپ کے بیان کردہ حقائق کو چند بے بنیاد مثالوں سے جھٹلانے کی کوشش کریں بہتر یہی ہے کہ حقیقت کو بدل و جان مان جائیں۔ مگر آپ کی باتوں میں کبھی کبھی ہم لوگ شیطان کا لفظ سُنتے ہیں۔ فرمائیے کہ وہ کیا بلا ہوتی ہے

جاوید۔ سعید صاحب چھوڑیئے۔ مولوی لوگوں نے بہت سے بے بنیاد عقائد اسلام میں پیدا کر دئے ہیں حالانکہ اسلام میں ان کا شائبہ بھی نہیں پایا جاتا

مولوی عبد الرشید! عجب دعوٰے ہے کیا آپ کو ابلیس کے وجود سے ہی انکار ہے؟

مسعود۔ ہاں ہاں شیطان ایک فرضی قوّتِ شر کا نام ہے۔

عبد الرشید! شیطان باقی مخلوقات کی طرح موجود فی الخارج ہے۔ اور قرآن مجید اس کی تخلیق مردودیت کا واقعہ اور قیامت تک اولادِ آدمؑ کو گمراہ کرنے کی اجازت اور مہلت پر خوب روشنی ڈالتا ہے۔

جاوید۔ قرآن مجید میں ایسی باتوں کا کیا مطلب؟

عبد الرشید! قرآن پاک کو آپ شاید کن اجزا کا مجموعہ سمجھتے ہیں؟

جاوید! قرآن مجید میں چند پُرانے قصّوں اور کچھ عبادت کے طریقوں کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے۔

عبد الرشید! خیر آپ بلحاظ مسلمان ہونے کے قرآنی قصّوں کو سچا تو ضرور

باقی صفحہ ۱۳ پر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۷۸ھ مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۸ عیسوی

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مسجد شیرانوالہ لاہور

اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر بہت سی چیزیں پوشیدہ رکھی ہیں

جن میں سے ایک چیز حرص ہے

حرص کی ۲ دو قسمیں ہیں

۱ حرص محمود ——— ۲ حرص مذموم

برادران اسلام: اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر کئی چیزیں پوشیدہ رکھی ہوئی ہیں جو بظاہر تو نظر میں نہیں آتیں۔ البتہ جب ان کے اثرات انسان کے اعمال میں پائے جاتے ہیں تب یقین کرنا پڑتا ہے کہ اس کے دل میں فلاں چیز ہے۔ جس کا یہ اثر ہے۔ ایسی چیزوں کی مثالیں ملاحظہ ہوں:

حب اور بغض یعنی دوستی یا دشمنی
سخاوۃ " بخل " سخی " بخیل ہونا
شرافۃ " رذالۃ " شریف " کمینہ ہونا

تفصیل

اگر ایک شخص آپ سے خندہ پیشانی سے ملتا ہے اور ہنس کر آپ کے سلام کا جواب دیتا ہے اور آپ کے بال بچوں کی خیر و عافیت دریافت کرتا ہے تو آپ کے دل میں لازمی طور پر یہ خیال آئے گا کہ یہ ہمارا دوست اور خیرخواہ ہے اور اگر کسی شخص کو آپ نے سلام کیا۔ سلام سنتے ہی اس کے چہرے پر شکن پڑ گئے اور نہایت ہی دھیمی اور پست آواز سے جواب دے کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ نہ آپ کی خیر و عافیت معلوم کی اور نہ آپ کے بال بچوں کی۔ اس شخص کے اس طرز عمل سے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس کے دل میں آپ کی کوئی عزت نہیں ہے اور نہ محبت ہے۔ بلکہ وہ آپ سے ناراض ہے

علیٰ ھذا القیاس

انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک چیز پوشیدہ رکھی ہوئی ہے۔ جس کا نام حرص ہے اس چیز کے انسان کے اندر موجود ہونے کا اندازہ بھی انسان کے اعمال ہی سے لگ سکتا ہے

حرص کا مطلب

یہ ہے کہ انسان ایک کام کرنا شروع کرے اور اسی کام کو بیسیوں بلکہ سینکڑوں مرتبہ کرنے سے بھی طبیعت سیر نہونے پائے اور بار بار اسی کام کے کرنے کی ایسی ہوس طبیعت میں پیدا ہو جائے کہ پہلے کبھی کیا ہی نہیں۔ اس حرص کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی محمود

قرآن مجید میں سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حرص محمود کے شواہد

پہلا

وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَاۗءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ ۭ وَلَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَي الْهُدٰي فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ سورۃ الانعام ع۴ پ۷

ترجمہ: اور اگر تجھ پر ان کا منہ پھیرنا گراں ہے تو اگر تجھ سے ہو سکے کہ زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈ نکالے یا کوئی سیڑھی آسمان میں پھر ان کے پاس ایک معجزہ لاوے (تاکہ یہ کافر وہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئیں تو کر کے دیکھ لو) اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔ سو نادانوں میں مت ہو۔

حاصل

یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں یہ تمنا اور حرص ہے کہ کسی نہ کسی صورت سے ہو سکے تو سارے کافر ایماندار ہو ہی جائیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ چیز آپ کے بس کی نہیں ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ چاہے تو سب کے سب ایمان لے آتے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے کہ کسی کو ہجراً دائرہ اسلام میں لایا جائے اور اپنے شوق سے کفار آنا نہیں چاہتے۔ لہذا آپ کے دل میں یہ حرص تو ہے۔ مگر اس کے پورا ہونیکی بظاہر کوئی صورت نہیں ہے۔

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت پر مندرجہ ذیل حاشیہ تحریر فرمایا ہے "کفار کا مطالبہ یہ تھا کہ یہ نبی ہیں تو ان کے ساتھ ہمیشہ ایسا نشان رہنا چاہیئے۔ جسے ہر کوئی دیکھ کر یقین کرنے اور ایمان لانے پر مجبور ہو جایا کرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ تمام دنیا کی ہدایت پر حریص تھے۔ شائد آپ کے دل نے چاہا ہوگا کہ ان کا یہ مطالبہ پورا کر دیا جائے۔ اس لئے حق تعالےٰ نے یہ تربیت فرمائی کہ تکوینیات میں مشیت الہیٰ کے تابع رہو۔ تکوینی مصالح اس کو مقتضی نہیں۔ کہ ساری دنیا کو ایمان لانے پر مجبور کر دیا جائے ورنہ خدا تو اس پر بھی قادر تھا کہ بدوں توسط پیغمبروں اور نشانوں کے شروع ہی سے سب کو سیدھی راہ پر جمع کر دیتا۔ جب خدا کی حکمت ایسے مجبور کن معجزات اور فرمائشی نشانات دکھلانے کو مقتضی نہیں تو مشیت الہیٰ کے خلاف کسی کو یہ طاقت کہاں ہے کہ وہ زمین یا آسمان میں سے سرنگ یا سیڑھی لگا کر ایسا فرمائشی اور مجبور کن معجزہ نکال کر دکھلاوے خدا کے قوانین حکمت و تدبیر کے خلاف کسی چیز کے وقوع کی امید رکھنا نادانوں کا کام ہے

دوسرا

لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ سورۃ التوبہ رکوع ۱۶ پ۱۱

ترجمہ: البتہ تحقیق تمہارے پاس تم میں سے رسول آیا ہے۔ اس پر جو تم کو تکلیف پہنچے بھاری ہے۔ تمہاری بھلائی پر حریص ہے۔ ایمان والوں پر نہایت شفیق مہربان ہے

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر یہ تحریر فرماتے ہیں (تمہارے پاس وہ نبی آیا) جس کے حسب و نسب اخلاق و اطوار اور دیانت و امانت سے تم خوب واقف ہو جس چیز سے تم کو تکلیف یا سختی پہنچے۔ وہ

ان پر بہت بھاری ہے۔ ہر ممکن طریقہ سے آپ یہی چاہتے ہیں کہ اُمت پر آسانی ہو (آپ کے دل میں یہی حرص ہے) اور دنیوی و اُخروی عذاب سے محفوظ رہے۔ اسی لئے جو دین آپ لائے وہ بھی سہل اور نرم ہے اور عمال کو آپ یہ ہی نصیحت فرماتے تھے یسروا ولا تعسروا۔ آسانی کرو سختی مت کرو۔ تمہاری خیرخواہی اور نفع رسانی کی خاص تڑپ ان کے دل میں ہے۔ لوگ دوزخ کی طرف بھاگتے ہیں تو آپ ان کی کمریں پکڑ پکڑ کر ادھر سے ہٹاتے ہیں آپ کی بڑی کوشش اور آرزو یہ ہے کہ خدا کے بندے اصلی بھلائی اور حقیقی کامیابی سے ہمکنار ہوں۔

مومنین میں حرص محمود کے نمونے

حرص محمود

یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کا نصب العین بنائے کہ ہر ممکن طریقہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا کا تمغہ حاصل ہو جائے۔ اس تمغہ کے حاصل کرنے کے لئے انسان ہر چیز قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو جائے۔ خواہ اس راستہ جان بھی دینی پڑے۔ اس حرص کا نام حرص محمود ہے۔ یعنی بہت ہی عمدہ حرص۔ اس حرص محمود والوں کے نمونے ملاحظہ ہوں۔

پہلا

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ۝ وَمَا كَانَ قَوْلَهُمْ إِلَّا أَن قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي أَمْرِنَا وَثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝ سورہ آل عمران رکوع ۱۵ پ ۴

ترجمہ:۔ اور بہت ہی گزرے ہیں۔ جن کے ساتھ ہو کر بہت اللہ والے لڑے ہیں۔ پھر انہوں نے نہ تو ہمت ہاری۔ ان مصیبتوں کے سبب سے جو ان پر اللہ کی راہ میں آئیں۔ اور نہ ان کا زور گھٹا اور نہ وہ دبے اور اللہ کو ایسے صبر کرنے والوں سے محبت ہے۔ اور ان کی زبان سے بھی۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں نکلا کہ انھوں نے عرض کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے گناہوں کو اور ہمارے کاموں میں ہمارے حد سے نکل جانے کو بخش دیجئے اور ہم کو ثابت قدم رکھیے اور ہم کو کافروں پر مدد دیجئے۔ سو ان کو اللہ نے دنیا کا بھی بدلہ دیا۔ (یعنی فتح یابی) اور آخرت کا عمدہ بدلہ دیا۔ اور اللہ کو ایسے نکوکاروں سے محبت ہے۔

کارگزاری کا نتیجہ

مذکورہ بالا آیات میں جن حضرات کا ذکر خیر تھا۔ ان کی کارگزاری جو آپ سن چکے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ جل شانہٗ نے انکی دنیا اور آخرۃ کی دونوں زندگیاں سنوار دیں۔ اور اپنی محبت کا تمغہ انہیں عطا فرمایا کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہیں۔

کن خوبیوں کے باعث ان کو یہ شرف نصیب ہوا

(پہلی) نبی کی معیت میں میدان جنگ میں لڑ رہے ہیں (دوسری) میدان جنگ میں جو تکلیف بھی انہیں پہنچتی ہے برداشت کرتے ہیں۔ مگر ہمت نہیں ہارتے (تیسری) کسی مصیبت آنے پر بھی ان کا زور نہیں ٹوٹتا (چوتھی) خواہ کوئی مصیبت بھی میدان جنگ میں آئے مگر وہ دبتے نہیں۔ (پانچویں) اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہر مصیبت کو صبر سے برداشت کرتے ہیں۔ (چھٹی) میدان جنگ کی ہر تکلیف کو کسی اپنے فروگزاشت کے باعث سمجھتے ہیں۔

یہی حرص محمود ہے

ان حضرات کے دل میں یہی حرص ہے کہ دنیا میں جو مصیبت بھی آئے۔ اسے اس خیال سے بڑی خوشی سے برداشت کر لیا جائے۔ حتیٰ کہ جان بھی دینی پڑے تو دیدی جائے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ اللھم اجعلنا منھم۔

دوسرا نمونہ

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ۝ سورۃ التوبہ رکوع ۱۲ پ ۱۰

ترجمہ:۔ اور نہ ان لوگوں پر (کوئی گناہ اور الزام ہے) کہ جس وقت وہ آپ کے پاس اس واسطے آتے ہیں کہ آپ ان کو کوئی سواری دے دیں اور آپ (ان سے) کہدیتے ہیں کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ جس پر میں تم کو سوار کر دوں۔ تو وہ (ناکام) اس حالت میں واپس چلے جاتے ہیں کہ انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں اس غم میں کہ (افسوس) کہ ان کے پاس (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں۔

دیکھئے حرص محمود کا نمونہ

حضور انورؐ کے صحابہ کرامؓ میں ایک ایسا غریب اور نادار طبقہ ہے۔ جن کی طبیعت میں یہ حرص اور خواہش ہے کہ ہم بھی میدان جنگ میں جائیں۔ اگرچہ وہاں شہید ہو جانے کا احتمال ہے۔ مگر ان کے دل میں یہ خواہش ہے کہ راہ خدا میں جان دینے سے بھی اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے تو یہ سودا مہنگا نہیں۔

تیسرا نمونہ

لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ۝ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ الصَّابِرِينَ وَالصَّادِقِينَ وَالْقَانِتِينَ وَالْمُنفِقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ بِالْأَسْحَارِ ۝

سورۃ آل عمران رکوع ۲ ۔ پارہ ۳ ۔ ترجمہ:۔ ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ ان کے رب کے ہاں ایسے ایسے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے اور (ان کے لئے) ایسی بیویاں ہیں جو صاف ستھری کی ہوئی ہیں اور اُن کے لئے اللہ کی طرف سے خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ (یہ) ایسے لوگ (ہیں) جو کہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہم ایمان لے آئے تو آپ ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجیے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیجیے۔ اور وہ لوگ صبر کرنیوالے ہیں اور سچ بولنے والے ہیں اور (اللہ کے سامنے) عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور (اللہ کی راہ میں) مال خرچ کرنیوالے ہیں۔ اور سحر کے وقت اٹھ کر گناہوں کی معافی مانگنے والے ہیں۔

ان حرص محمود والوں کی خوبیاں ملاحظہ ہوں

(پہلی) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ان کا شیوہ ہے۔ (دوسری) بارگاہ الٰہی میں اپنے ایمان کا اظہار فرما رہے ہیں۔ (تیسری) راہ حق میں جو مصیبت آئے اُسے برداشت کرنے والے ہیں۔ (چوتھی) راست گوئی اُن کا شیوہ ہے (پانچویں) بارگاہ الٰہی میں عاجزی کرنا (مثلاً نماز میں) ان کا شعار ہے (چھٹی) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا انکی عادت ہے۔ (ساتویں) ان تمام خوبیوں کے باوجود پھر بھی اللہ تعالیٰ سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ سحر کا وقت جو بالکل آرام کا وقت ہے اس وقت بارگاہ الٰہی میں پیش ہو کر اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں۔

کیا ان حضرات

کے صفات مذکورہ میں کہیں عیش وعشرت دنیاوی

کی تمنا یا جاہ[2] طلبی یا زر[3] طلبی یا سر بفلک[4] کوٹھیوں اور بنگلوں کی تعمیر کے شوق کا ذکر بھی آیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

دُوسری حرص مذمُوم

یہ ہے کہ اس دُنیا کی فانی زندگی کے عیش و آرام کے اسباب جمع کرنے کو زندگی کا نصب العین بنائے اور جس قدر بھی اسباب جمع ہو جائیں انہیں کالعدم خیال کرکے اور اسباب جمع کرنیکی فکر میں رات اور دن کے چوبیس گھنٹے دل اور دماغ بلکہ بدن کے تمام اعضاء کو اسی دُھن میں لگائے رکھے اور مرنے کے بعد جو دوسری زندگی شروع ہونے والی ہے۔ اس زندگی میں راحت اور فرحت دلانے والے اسباب کی طرف مطلق توجہ نہ کرے۔

اس طرزِ عمل کا نتیجہ

یہ نکلے گا کہ اس حریص کی دنیا کی زندگی بےچینی میں گذریگی۔ کیونکہ نہ اس کی حرص ختم ہوگی اور نہ اسے چین نصیب ہوگا۔ اور جب مریگا۔ تو چونکہ وہاں کی زندگی میں چین کے جن اسباب کی ضرورت تھی اور ان اسباب کو دُنیا ہی سے مہیا کرکے لے جانا چاہیئے تھا۔ وہ مہیا کرکے نہیں لے گیا۔ اس لئے اس ہمیشہ رہنے والی زندگی میں بھی ہمیشہ ہی بےچین رہے گا۔ اللھم لاتجعلنا منھم

قرآن مجید میں حرص مذموم کے شواہد

پہلا

اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ۙ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ؕ

سورۃ التکاثر پ۳۰۔ ترجمہ (از شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) غفلت میں رکھا تم کو بہتایت کی حرص نے جب تک جا دیکھیں قبریں۔

یعنے

قبروں میں داخل ہونے تک تمہیں دنیا کے اسباب کے جمع کرنے کی حرص لگی رہی۔

دنیا کے اسباب کے مختلف ہونیکے باعث حرصوں کی بھی کئی قسمیں اور وُہ سَب مذمُوم

ہیں۔ مثلاً ایک زمیندار کے دل میں یہ حرص ہوتی ہے کہ زمین کے زیادہ سے زیادہ رقبہ پر قبضہ جماؤں تاکہ زیادہ سے زیادہ آرام حاصل ہو۔ اس ہوس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جتنی زمین بھی قبضہ میں آ جائے اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دنیا میں بھی چین نصیب نہ ہوا۔ اور آخرت کے لئے تو کچھ بھی نہیں تھا۔ تاکہ قبر میں جا کر ان نیکیوں کے باعث آرام پائے

اس بیوقوف زمیندار کو

یہ کرنا چاہیئے تھا کہ جب اتنی زمین پر قبضہ ہو گیا تھا کہ اپنی اور اپنے بال بچوں کی ضروریات انسانوں کے متوسط طبقہ کے مناسب حال پوری ہو سکتی تھیں تو اس سے زائد زمین پر قبضہ جمانے اور بڑا زمیندار بننے کی ہوس دل سے نکال دیتا حلال کا رزق کھا کر بقیہ وقت یاد الٰہی میں صرف کرتا۔ تاکہ اس کی دنیا کی زندگی بھی عمدہ بسر ہو جاتی اور آخرت کے عذاب سے بھی بچ جاتا

یا مثلاً

ایک تاجر لیجئے۔ اگر اس کے دل میں یہ ہوس پیدا ہو جائے کہ بڑے سے بڑا تاجر بن جائے اور اُسی دُھن میں دن رات لگ جائے بڑا تاجر تو روپیہ کے زیادہ ہونے سے بنے گا۔ اس لئے اکثر دُکانداروں کو دیکھیئے گا۔ کہ صبح کو دُکان کا دروازہ آ کر کھولتے ہیں اور نماز عشاء کے بعد بھی دُکان کھلی ہوتی اور دُکاندار بیٹھے ہوئے نظر آئیں گے۔ اکثریت دُکانداروں کی ایسی ہے کہ نماز کے وقت جب مؤذن کی وساطت سے اللہ تعالیٰ ہی انہیں اپنے دربار (مسجد) میں حاضری کے لئے بُلائے" اللہ تعالیٰ کے حکم کی حکم عدُولی کریں گے (یعنی نماز پڑھنے کے لئے نہیں جائیں گے) اور دُکان پر بیٹھے رہیں گے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ کوئی گاہک آ کر واپس چلا جائے۔ اور دو چار آنے جو ہم نے اس سے نفع حاصل کرنا تھا۔ وہ ضائع ہو جائے۔ تجارت پیشہ لوگوں میں اکثر یہ حرص مذموم پائی جاتی ہے۔

اس کا نتیجہ

یہ نکلتا ہے کہ مرتے دم تک اس شخص کا دولت سے پیٹ نہیں بھرتا۔ اور جب مریگا تو آخرت کے لئے جس پروگرام پر دُنیا میں رہتے ہوئے عمل کرنیکی ضرورت تھی۔ اس پر عمل کیا نہیں تھا۔ اس لئے اس حریص کی دُنیا کی زندگی بے لطفی میں گذری اور مرنیکے بعد قبر کے عذاب میں مُبتلا ہو جائے گا۔ اللھم لاتجعلنا منھم۔

یا مثلاً

بعض لوگوں کو روپیہ جمع کرنیکی حرص ہوتی ہے اور یہ حرص ایسی غالب ہوتی ہے۔ کہ اس حرص کے باعث اس قدر اندھے ہو جاتے ہیں کہ ان کی زندگی کا نصب العین فقط روپیہ کمانا ہوتا ہے۔ اس حرص کے پورا کرنے کے لئے خواہ بد دیانتی کرنی پڑے یا بے ایمانی کرنا پڑے۔ روپیہ حاصل کرنے کے لالچ میں وُہ ہر چھوٹا بڑا گناہ کرنے کے لئے خوشی سے تیار ہو جاتے ہیں۔ حرص مذموم کی یہ بھی ایک قسم ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم

دُوسرا شاہد

زُیِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّھَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِیْنَ وَالْقَنَاطِیْرِ الْمُقَنْطَرَۃِ مِنَ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ وَالْخَیْلِ الْمُسَوَّمَۃِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِکَ مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ۚ وَاللّٰہُ عِنْدَہٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ۝

(سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳) ترجمہ (اکثر) لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت خوشنما معلوم ہوتی ہے (مثلاً) عورتیں ہوئیں۔ بیٹے ہوئے۔ سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے ڈھیر ہوئے اور نشان لگے ہوئے گھوڑے ہوئے (یا دُوسرے) مویشی ہوئے اور زراعت ہوئی۔ یہ سب چیزیں دنیوی زندگی کے استعمال کی ہیں اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ عام طور پر انسانوں کو دنیا میں عیش و آرام پہنچانے والی چیزیں ہی مرغوب طبع اور پسندیدہ ہیں۔ حالانکہ یہ چیزیں فانی اور بے بقاء ہیں۔ اس لئے جن انسانوں نے انہیں فانی چیزوں کے حصُول کو زندگی کا نصب العین بنایا۔ ان کو نہ دنیا میں اصلی چین نصیب ہُوا اور آخرت کی زندگی کے لئے نہ کچھ کیا اور نہ وہاں جا کر کوئی صلہ پائیں گے۔ یہ در اصل ان کی مذموم حرص کا نتیجہ ہے۔ ہاں مرنے کے بعد ان لوگوں کو چین اور آرام نصیب ہوگا۔ جنھوں نے دُنیا کی زندگی کے ہر کام میں

اللہ تعالیٰ کا خوف

پیش نظر رکھا۔ جس کام میں اللہ تعالیٰ راضی ہُوا۔ وہ کیا اور جس میں ناراض ہونے کا خطرہ تھا۔ اس سے بچتے رہے۔ ایسے لوگوں کے متعلق

اعلان الٰہی ملاحظہ ہو

لِلَّذِیْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَھَّرَۃٌ وَّرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ (سورہ آل عمران رکوع ۲ پارہ ۳)

ترجمہ۔ ایسے لوگوں کے لئے جو (اللہ سے) ڈرتے ہیں۔ ان کے مالک (حقیقی) کے پاس ایسے ایسے باغ ہیں۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ ان میں

ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے اور (ان کے لئے) ایسی بیویاں ہیں جو پاک کی ہوئی ہیں اور ان کے لئے اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے خوشنودی ہے اور اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے

تیسرا شاہد

وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْهُمْ قَآئِلُوْنَ ○ فَمَا كَانَ دَعْوٰهُمْ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَآ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ (سورۃ الاعراف رکوع ۱ پارہ ۸) **ترجمہ** اور ہم نے بہت سی بستیاں تباہ کر دیں اور ہمارا عذاب ان پر رات کے وقت پہنچا یا ایسی حالت میں کہ وہ دوپہر کے وقت آرام میں تھے۔ سو جس وقت ان پر ہمارا عذاب آیا۔ اس وقت ان کے منہ سے اس کے سوا اور کوئی بات نہ نکلتی تھی۔ کہ واقعی ہم ظالم تھے۔

ظلم یہی تو تھا

کہ دنیا میں پیدا تو اس لئے کئے گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ نعمتوں سے فائدہ اُٹھائیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق دنیا کی زندگی بسر کریں۔ بخلاف اس کے انہوں نے دنیا کے سازوسامان کی مذموم حرص کو اپنایا اور دنیا کے ساز و سامان بہم پہنچانے کو زندگی کا نصب العین بنایا۔ اس مذموم حرص نے ان کو اللہ تعالےٰ کے عذاب میں مبتلا کر دیا میرے

ہم زمان بھائی

مذکورۃ الصدر سطروں کو اچھی طرح غور سے پڑھیں کہ کہیں ہم بھی اس موذی اور مہلک مرض (حرص مذموم) کے مریض تو نہیں ہیں۔

چوتھا شاہد

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ○ (سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵) **ترجمہ**:۔ جو شخص دنیا کو مقصود بنائے گا۔ ہم ایسے شخص کو دنیا میں جتنا چاہیں گے (اور) جس کے واسطے چاہیں گے فی الحال ہی دیدیں گے پھر ہم اس کے لئے دوزخ تجویز کریں گے۔ وہ اس میں بدحال راندۂ (درگاہ) ہو کر داخل ہوگا۔

آپ نے دیکھا

دنیا ہی کے سازو سامان کی حرص کو مقصود بالذات بنانے والوں کا انجام کیا ہوا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں دونوں حرصوں کا ذکر

پہلی حرص محمود

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ اِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ (مختصراً) رواہ البخاری۔ **ترجمہ** ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور خوشخبری ہے اس بندہ کو جو خدا کی راہ میں لڑنے کیلئے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا ہے اس کے سر کے بال پریشان ہیں اور قدم غبار آلود ہیں اگر اس کو لشکر کی نگہبانی پر مقرر کیا جاتا ہے تو پوری نگہبانی کرتا ہے اور اگر لشکر کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو پوری اطاعت سے لشکر کے پیچھے رہتا ہے۔ وہ اگر لوگوں کی محفلوں میں شرکت کی اجازت چاہتا ہے تو اس کو اجازت نہیں دیجاتی۔ (اس لئے کہ وہ دنیاوی شان و شوکت نہیں رکھتا) اور اگر

حاصل یہ ہے کہ اس اللہ تعالیٰ کے بندے کے دل میں یہی حرص ہے کہ عمر بھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے اور کوئی دنیاوی عزت یا جاہ یا شان و شوکت کا خیال نہیں ہے اللھم اجعلنا منھم

حرص مذموم

پہلی حدیث

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ رواہ الترمذی۔ کتاب الرقاق۔ **ترجمہ**۔ ابی ہریرہ سے روایت ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دینار اور درہم کے بندے پر لعنت کی گئی ہے۔

یعنے

جس کی زندگی کا مقصد رضائے الٰہی نہیں ہے بلکہ فقط روپیہ جمع کرنا ہی اس کا مقصود ہے۔ خواہ کسی طریقہ سے حاصل ہو ایمانداری سے ہو یا بے ایمانی سے۔ حلال کے ذریعہ سے ہو یا حرام سے۔ دیانتداری سے ہو یا بد دیانتی سے وہ شخص ملعون ہے۔

تو کیا

اللہ تعالیٰ نے بہشت ملعونوں کے لئے تیار کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ لہذا جس شخص کا ایمان ہے کہ آخرت میں بہشت اور دوزخ سامنے آئینگے اور کوئی بہشت میں داخل کیا جائیگا اور کوئی دوزخ میں۔ اب جو شخص بہشت میں جانا چاہتا ہے۔ اس کا فرض ہے کہ دنیا میں رضائے الٰہی حاصل کرنے کو مقصود بالذات بنائے اور رزق حاصل کرنیکا ذریعہ حلال طیب اختیار کرلے۔ وما علینا الا البلاغ

دوسری

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِيْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِيْنِهٖ۔ (رواہ الترمذی والدارمی)۔ **ترجمہ**۔ کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے جو کسی ریوڑ میں چھوڑ دیئے جائیں۔ وہ اس ریوڑ کو (چیر پھاڑ کر کھانیسے) اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ جتنا کہ آدمی کی وہ حرص جو اسے مال اور اپنے کو بڑا بنانے کے خیال سے اسکے دین کو برباد کرنیوالی ہوگی۔

یعنی

زیادہ سے زیادہ مال جمع کرنے اور لوگوں کی نظروں میں اپنے آپکو بڑا بن کر دکھانے کو جب کوئی شخص زندگی کا نصب العین بنا لے تو پھر نہ اللہ تعالیٰ کی رضا پیش نظر رہیگی نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری مدّ نظر رہیگی۔ نہ دین کی پابندی کا خیال رہیگا۔ وہ دو چیزیں حاصل ہوں یا نہ ہوں مگر انکی دھن میں دین یقیناً برباد ہو جائے گا۔

صحابہ کرام کو حرص مذموم کے خطرہ کی اطلاع

تیسری

عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰهِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنْ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ (متفق علیہ) **ترجمہ** عمرو بن عوفؓ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پس خدا کی قسم ہے۔ مجھے تمہاری تنگدستی سے خطرہ محسوس نہیں ہوتا اور لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خطرہ ہے کہ تمپر دنیا کشادہ کر دی جائیگی۔ جس طرح کہ تمسے پہلوں پر کشادہ کی گئی تھی۔ پھر تم اس میں رغبت کرو گے۔ جس طرح پہلی اُمتوں نے رغبت کی (یعنی دن رات اسی کے کاروبار میں لگ جاؤ گے اور یادالٰہی بھول جائیگی) اور تمہیں وہ دنیا ہلاک کر دیگی۔ جس طرح پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔

حاصل یہ نکلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے متعلق اس خطرہ کا اظہار فرما رہے ہیں کہ کہیں دنیا کی فراوانی کی حرص میں دین نہ برباد کردینا۔ جب صحابہ کرام کے متعلق حرص مذموم کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ **تو** قیامت تک آنے والے باقی مسلمانوں کے متعلق تو بطریق اولیٰ یہ خطرہ خطرناک صورت میں سامنے آ سکتا ہے۔ اللھم لاتجعلنا منھم۔

سوانح محبوبِ صمدانی غوثِ ربّانی حضرتِ شیخ عبد القادر جیلانیؒ

(از ایم عبد الرحمٰن صاحب لودھیانوی بی اے۔ بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

بسم اللہ کنم آغازِ مدحِ شاہ جیلانی
کہ بر قدش درست آمد لباسِ حُبِّ عرفانی

حضرت غوث اعظم سید عبد القادر جیلانیؒ اپنے وقت کے ایک جلیل القدر اور پُرشکوہ بزرگ تھے۔ اولیائے کرام اور عارفانِ عظام میں آپ کو ایک امتیازی پایہ حاصل ہے اس جہان میں بہت سی گرامی قدر اور ذی شان ہستیاں پیدا ہوئیں۔ لیکن ان سب میں آپ کو ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ طول و عرضِ عالم میں تمام فرزندانِ توحید آپ کا بے حد ادب و احترام کرتے اور آپ کو اپنا رُوحانی پیشوا سمجھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ آپ کو جو رُوحانی سرفرازی اور عرفانی رُتبہ حاصل ہوا اُس تک بہت کم اولیائے کرام کی رسائی ہو سکی اور آپ کو سب پر شرف و امتیاز حاصل رہا۔

حضرت غوث الاعظم سنہ ۴۷۱ھ میں کتمِ عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے آپ جس وقت پیدا ہوئے آپ کی والدہ مکرمہ کا سن مبارک ساٹھ سال کا تھا۔ یہ بھی آپ کی ایک کرامت تھی۔ ظاہر اور عام بات ہے کہ یہ عمر بچّہ پیدا ہونے کی نہیں۔ زیبِ تاجِ اولیاء آپ کی تاریخ ولادت قرار پائی۔ رمضان شریف کے شروع ہوتے ہی حضور غوث پاک نے اپنی ماں کا دودھ چھوڑ دیا۔ ماں نے ہزار کوشش کی۔ لیکن اس پورے ماہ مبارک میں آپ نے دن کے وقت کبھی دودھ نہیں پیا۔ آپ نجیب الطرفین سیّد ہیں۔ آپ کے والدِ گرامی کا نام سیّد ابو صالح تھا اور آپ کی والدہ کا حضرت فاطمہ تھا۔ آپ عہدِ طفولیت ہی میں آغوشِ پدری سے محروم ہو گئے اور یتیمی کا داغ قلبِ نازک پر اُٹھانا پڑا۔ جب آپ اور بڑھے تو غیبی آوازیں سُنائی دینے لگیں۔ چونکہ آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آتا تھا اس لئے اکثر آپ ڈر جاتے تھے۔ آپ کے اطوار بچپن ہی میں انتہائی شائستگی کا رنگ لئے ہوئے تھے۔ اس لئے گھر والے آپ سے بہت محبت کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ بہت ہوشمند خاتون تھیں۔ آپ نے بچپن ہی میں آپ کو بہترین تربیت دینی شروع کر دی اور جب ابتدائی تعلیم کے مراحل ختم کرا چکیں تو آپ کو تکمیلِ تعلیم کے لئے بغداد شریف بھیجنے کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد آپ کے نانا نے آپ کو کنارِ عاطفت میں لے لیا۔ بڑی شفقت و توجہ سے آپ کی پرورش شروع کی۔ سترہ برس کی عمر تک آپ جیلان ہی میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ بغداد شریف اُس وقت ارضِ عالم کا گہوارۂ تمدّن بنا ہُوا تھا۔ اور علوم و فنون کے دریا یہاں پُوری روانی اور ذخائری کے ساتھ بہ رہے تھے۔ اس لئے قافلے برابر جاتے اور اطراف و اکناف سے طلبا اکتساب علوم کے لئے یہاں برابر پہنچتے رہتے تھے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کا عزم کر لیا۔ اپنی والدہ گرامی سے اجازت طلب کی۔ اگر کوئی اور عورت ہوتی تو کبھی اپنے بچّہ کو اتنی دُور تن تنہا بھیجنے پر رضامند نہ ہوتی مگر اس میں بچّہ کا فائدہ تھا۔ اس لئے ماں نے بخوشی اجازت دیدی۔

عظمتِ غوثیت کا اوّلین مظاہرہ

جب آپ بغداد شریف جانے لگے تو شفیق ماں نے آپ کو چالیس اشرفیاں دیں اور انہیں آپ کے چوغے کے استر کے اندر سی دیا تاکہ کسی کو ان کا پتہ نہ چلے اور یہ رقم محفوظ رہے۔ آخر میں یہ فرمایا کہ بیٹا! میں تجھے اپنے سے جُدا کرتے وقت یہ نصیحت کرتی ہوں کہ جھُوٹ کبھی نہ بولنا۔ اور ماں کی اس تلقین کو ہر حالت میں یاد رکھنا اتفاقِ وقت کہ اثنائے راہ میں ڈاکہ پڑا اور پُورے کا پُورا قافلہ لُٹ گیا۔ آپ بچّہ تھے بار بار کوئی نہ کوئی ڈاکو آپ کے پاس آتا ٹٹولتا اور پُوچھتا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ سادگی سے کہہ دیتے کہ ہاں چالیس اشرفیاں ہیں۔ وہ پھر ٹٹولتے اور جب کچھ نہ ملتا تو واپس چلے جاتے۔ اُنہوں نے اپنے سردار سے اس واقعہ کا بھی ذکر کیا۔ جس نے آپ کو بُلا کر پوچھا کہ آخر وہ چالیس اشرفیاں ہیں کہاں؟ آپ نے فرمایا چوغے میں استر کے اندر سلی ہوئی ہیں۔ سردار نے حیران ہو کر پوچھا کہ تجھے ڈاکوؤں کا خیال بھی نہ ہُوا۔ اور اشرفیوں کا بھید بتا دیا۔ تو نہ بتاتا تو ہمیں پتہ بھی نہ چلتا۔ آپ نے فوراً جواب دیا کہ میں چالیس اشرفیوں کا خیال کرتا یا اپنی والدہ ماجدہ کی نصیحت کا، میری والدہ نے تو چلتے وقت عہد لے لیا تھا کہ جھُوٹ کبھی نہ بولنا۔ پھر میں اس سے کس طرح اعراض کرتا۔ صداقت ایک نور ہے جو ہزار پردوں میں چھپانے پر نہیں چھپتی اور اس میں اثر بھی بہت ہوتا ہے۔ سردار کے قلب پر ان صداقت آمیز الفاظ نے اتنا اثر کیا کہ اس کی آنکھ سے بے ساختہ آنسو نکل پڑے، قلب پلٹ گیا۔ اور کہنے لگا کہ یہ بچّہ ہے اور اپنی والدہ کے حکم کا اتنا پابند ہے اور میں صاحبِ عقل و فہم ہو کر مالکِ حقیقی کے احکام سے غافل ہوں یہ کہا اور آپ کے قدموں پر سر رکھ کر توبہ کی اور لُوٹ کا تمام مال و متاع قافلہ والوں کو واپس کر دیا۔ سردار کے ساتھ تمام ڈاکو بھی اپنے افعالِ معاصی سے تائب ہو گئے۔

عبادات و مجاہدات

علوم متداولہ اور فنونِ مروّجہ سے فارغ التحصیل ہو کر آپ نے عبادات و مجاہدات میں وقت گزارنا شروع کیا۔ عراق کے گنجان اور گھنے جنگلوں میں دو چار سال نہیں بلکہ پورے ۲۵ سال تک تنہا پھرتے اور گھومتے رہے اس اثناء میں کوئی لمحہ اور کوئی ثانیہ بھی ایسا نہیں گزرا کہ آپ یادِ ربّ قدیر سے غافل رہے ہوں۔ سالہا سال عشاء کے وضو سے آپ فجر کی نماز ادا کرتے رہے برسوں رات کی نماز میں کھڑے

پورا قرآن کریم ختم کیا ہے۔ آپ کے پیش نظر حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کا یہ قول تھا کہ جن انسانوں کو سربلندی کی آرزو ہو وہ شب بیداری اختیار کریں۔ حضور غوث پاکؒ کا ارشاد ہے کہ میں کئی سال تک عراق کے میدانوں میں گھومتا رہا ہوں۔ وہاں میری غذا صرف صحرائی کھجوریں تھیں اور لباس میں صرف ایک جبّہ میرا رفیق رہا ہے ننگے پاؤں کانٹوں سے لبریز جنگل میں پھرتا رہتا تھا۔ میرے تلوے نوکہائے خار سے چھلنی ہو گئے تھے۔ یہ زمانہ اُمنگوں اور ولولوں کا زمانہ تھا۔ شباب کا عہد تھا۔ لیکن میں اپنی ہر خواہش پر غالب آتا رہا۔ نہ مجھے اچھا کھانے کی آرزو تھی اور نہ اچھا پہننے کی۔ میرے وجود کی ہر خواہش کا رُخ خدا کی طرف تھا اُسی کی عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ یہ تھی عشقِ الٰہی کی تڑپ اور محبتِ خداوندی کا ذوق و شوق تھا۔ جس نے آپ کو تمام اولیائے کرام کا سردار بنایا۔ مختصر یہ کہ ۲۵ برس کامل اسی حالت میں گزر گئے (۲) کے بعد کہیں جا کر آپ سلوک میں آئے۔ اور حضرت شیخ ابوسعید مخرمی کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت کر لی

خدمتِ خلق اور وعظ و نصیحت

انسان محض اپنے ہی لئے نہیں پیدا کیا گیا۔ اور نہ خدائے قدوس کا یہ منشاء ہے کہ بندہ محض اسی کا رہے اور دُنیا میں رہ کر دُنیا چھوڑ دے۔ بیشک بعض اولیائے کرام دُنیا سے قطع تعلق کئے رہے۔ لیکن وہ جذب و عشق کا ہیجان تھا۔ سالک کے لئے خدمتِ خلق بھی ضروری ہے۔ جب آپ عرصہ تک مجاہدات و ریاضات سے تزکیۂ باطن کر چکے اور ظاہری علوم و فنون میں بھی کمال حاصل کر لیا ۴۸۸ھ سے لے کر ۴۹۶ھ کے درمیانی زمانہ میں آپ نے تمام علوم متداولہ میں سندِ فضیلت حاصل کر لی قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، بلاغت، بیان ادب و انشا، ریاضی و منطق، تاریخ وغیرہ غرض کوئی علم ایسا نہیں رہا جس میں آپ کو درجہ کمال حاصل نہ رہا ہو۔ حضرت شیخ حمّادؒ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے کہ رہنمائی عالم کے لئے اس کی بھی ضرورت تھی۔ آپ کو غوثیت وقت بننا تھا۔

۴۴ اور وعظ و نصیحت، درس و فتاویٰ کے ذریعہ بنی نوع انسان کی اصلاح و خدمت شروع کر دی۔

پہلی مرتبہ آپ منبر پر تشریف لائے اور چند کلمات وعظ کے کہے جسے سُن کر لوگ وجد و حال میں آ گئے اس کے بعد تو یہ عالم ہو گیا کہ آپ کے وعظ کی دھوم سارے بغداد میں مچ گئی۔ آپ ہفتہ میں تین بار تقریر کرتے تھے۔ آپ کی تقریر میں بلا کا جادو ہوتا تھا۔ لوگوں پر سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ اور کسی کو اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا۔ جلسہ میں انسانوں کی تعداد بعض اوقات ستر ہزار تک پہنچ جاتی تھی۔

درس اور فتویٰ

علوم ظاہری سے فراغت حاصل کرنے کے بعد اور مجاہدات و ریاضیات سے تزکیہ نفس اور کمالِ رُوحانی کا پیکر بن جانے کے بعد آپ نے باطنی تلقین شروع کر دی ۵۲۸ھ سے لے کر ۵۶۱ھ تک درس و تدریس اور فتاوی کا سلسلہ جاری رہا۔

تقاریر کے چند اقتباسات

ایک تقریر میں آپ نے فرمایا۔ اے بھُولے ہوئے غافل انسان! خُدا سے توبہ کر، خدا سے معافی مانگ اور اخلاص سے خُدا کی عبادت کر۔

مسلمانوں کو تین باتیں ہمیشہ ذہن نشین رکھنی چاہئیں۔ اوّلاً یہ کہ نفع و ضرر کا مالک صرف خدائے قدوس ہے انسان کے لئے اس نے جو کچھ ازل میں مقدر کر دیا ہے وہ ضرور پیش آ کر رہیگا۔ ثانیاً۔ تو اللہ کا بندہ ہے وُہی تیرے اندر متصرّف ہے جیسی حالت وہ چاہتا ہے بنا دیتا ہے جب وہ تجھ سے اور تیرے ماں باپ سے بھی زیادہ تجھ پر مہربان ہے تو وہ جو کچھ تیرے ساتھ کرے تجھے اس پر رضامند رہنا چاہیئے۔

ثالثاً یہ کہ دُنیا فانی ہے اور بقا آخرت ہی کو حاصل ہے۔ تیری حقیقت ایک مسافر سے زیادہ نہیں۔ ایک نہ ایک روز تیرا یہ سفر ختم ہو جائے گا اور اپنے اصلی قیامگاہ پر جا کر دم لیگا اس لئے ضروری ہے کہ سفر کی صعوبتوں سے نہ گھبرا، اور اپنے اصلی گھر کو آباد کرنے کی سعی میں مصروف رہ۔ اور اس میسّر شدہ فرصت میں وہ کام کر جس سے ہمیشہ تو فائدہ اُٹھاتا رہے۔

[illegible]

دُنیا کے متعلق فرماتے ہیں اسے دل میں جگہ نہ دو بلکہ اسے دل سے نکال کر ہاتھ میں لے لو۔ یاد رکھو اللہ کی راہ میں جو کچھ تلف ہوتا ہے اللہ تعالےٰ ضرور اس کا نعم البدل عطا فرماتا ہے۔ علم کا حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ جاہل اور بے علم عابد کے تمام کام سنورتے کم ہیں اور بگڑتے زیادہ ہیں۔ خلقت پر اپنا بار ہرگز نہ ڈال۔ اور کسی پر سبقت لے جانے کی سعی نہ کر۔ تمام اعمال میں نیتوں کو درست رکھنا چاہیئے۔ جب تک فرائض سے فراغت نہ پاؤ اُس وقت تک سنن و نوافل میں مشغول ہونا نادانی ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ جھُوٹی شہادت دینا۔ بیوی کے حقوق پامال کرنا۔ جاندار کو آگ میں جلانا، عزیز و اقارب سے سلوک ترک کرنا، عورتوں کو بُری نظر سے دیکھنا، مظلوم کی مدد کرنا، حق بات چھپانا، لواطت، غصب، چوری، حسد و تکبر، خود پسندی و غیبت، زنا و سُود، خُدا سے خوف نہ رکھنا، اور اُس کی رحمت سے مایوس ہونا خوفناک گناہ ہیں، آپ نے فرمایا مجھے صرف دو خصلتیں بہت پسند ہیں۔ ایک حُسنِ خلق دوسرے بھُوکوں کو کھانا کھلانا، اگر مجھے ساری دُنیا کی بھی دولت حاصل ہو جائے تو میں یہی کام کرتا رہوں۔ آپ کی کرامات اور خوارق عادت کا کوئی شمار نہیں۔ ہر روز نئی نئی کرامتیں آپ سے سرزد ہوتی تھیں۔ جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

ہر حالت میں خُدا اور رسولؐ کی اطاعت کرتے رہو۔ صبر کو اپنا شیوہ بناؤ، سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی سمجھو، مصائب اور تکالیف میں مایوس نہ ہو جایا کرو۔ خدا کے ذکر پر جمع ہو جاؤ۔ پراگندگی اور افتراق کی زندگی بسر نہ کرو۔ معاصی اور گناہ کے داغوں کو توبہ کے پانی سے برابر دھوتے رہو۔ جس کے اندر جانے کا خُدا حکم دے اُسے اندر جانے دو۔ اور جس سے منع کرے اس سے روک دو۔ اپنے مولیٰ کے دروازہ سے کبھی نہ ہٹو۔ اپنے نفس کے دربان بنے رہو۔ دلوں کی خواہشات کو بڑھنے نہ دو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ کسی مقام اور کسی منزل پر

بھروسہ کرکے یہ نہ سمجھ لو کہ ہمیشہ یہی حالت رہے گی، کسی سے محبت کرنے میں عجلت سے کام نہ لو۔ عداوت و نصرت میں بھی جلدی نہ کرو۔ بلکہ پہلے قرآن اور حدیث کی کسوٹی پر پرکھ لو۔ مبادا تم شرارتِ نفس سے کسی پر بدگمانی کر بیٹھو۔ یہ گناہ ہے جو خدا کو چھوڑ کر دوسرے سے مانگتا ہے۔ وہ اس لے درجہ اور رُتبہ کو نہیں پہچانتا۔

مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ حلال روزی کی تلاش میں مصروف رہتا ہے اور قسمت پر بھروسہ کرکے بیکار نہیں بیٹھ رہتا۔ اگر تلاش میں کامیاب ہوا تو روزی بھی ملی اور ثواب تلاش بھی، ورنہ صرف تلاش کا ثواب حاصل کرتا ہے۔

جس پیر میں یہ پانچ صفات نہ ہوں وہ پیر نہیں دجّال ہے، شریعتِ ظاہری کا عالم ہو، علمِ حقیقت جانتا ہو پاس آنے والوں سے خوش اخلاق اور حُسنِ سلوک سے پیش آئے اور مسافروں کو کھانا کھلاتا ہو، غربا اور بے حقیقت انسانوں سے قولاً و فعلاً عجز و انکساری سے پیش آتا ہو۔ آخری چیز یہ ہے کہ مریدوں کی باطنی تربیت و تعلیم کی اہلیّت و لیاقت رکھتا ہو۔ اور خود ریا، حسد، خود بینی، عیش طلبی اور غفلت سے پرہیز کرتا ہو۔

قد و قامت اور لباس

شیخ عبداللہ سے روایت ہے کہ آپ کا قد میانہ، جسم دُبلا، رنگ گندم گوں، سینہ فراخ، ریش مبارک لمبی اور گنجان اور آواز بھاری تھی آپ جس وقت تقریر فرماتے تھے تو مجلس میں آپ کی آواز میں قدرتی رُعب تھا۔ جس وقت آپ بولنا شروع کرتے تھے تو مجمع پر ایک سکوت کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ مزاج میں لطافت اور طبیعت میں نفاست پسندی بہت زیادہ تھی۔ لباس شاندار استعمال کرتے تھے۔ وضع عالمانہ رہتی تھی قیمتی سے قیمتی کپڑا خرید کر پہنتے تھے۔

اُمراء و اکابر سے سلوک

عام طور پر تو آپ کا سلوک سب کے ساتھ اچھا رہتا تھا۔ لیکن امارت و تموّل کی آپ کے دل میں کوئی وقعت نہ تھی۔ حضور غوث پاکؒ کبھی کسی امیر و دولتمند کی تعظیم کو کھڑے نہ ہوتے تھے اور نہ خود کسی کے دروازہ پر جاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ وہ امیر اچھا ہے جو فقیر کے دروازے پر جائے اور وہ فقیر بُرا ہے جو امیر کے دروازے پر دیکھا جائے۔ آپ امراء کا کھانا بھی نہیں کھاتے تھے۔

جب آپ کو اطلاع ملی کہ خلیفۂ وقت آپ سے ملاقات کے لئے آرہا ہے تو آپ پہلے ہی سے کھڑے ہو کر ٹہلنے لگتے تاکہ بادشاہ کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہونا پڑے۔ کھڑے ہی کھڑے اس سے باتیں کرتے اور اگر بیٹھتے بھی تو ہمسرانہ اور بڑی بے پروائی کے ساتھ گفتگو کرتے۔ اور جب اُسے نصیحت کرنے پر آتے تو ایسی ایسی کھری، بے لاگ باتیں سُناتے کہ لوگ انگشت بدنداں رہ جاتے۔

آپ کی گرانمایہ تصانیف

غُنیۃ الطّالبین آپ کی ایک بلند پایہ تصنیف ہے جس میں مختلف مسائلِ شرعی کی تشریح و وضاحت کے بعد آپ نے مختلف فیہ عقائد پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کے بموجب ہر گمراہ فرقہ کی تردید کی ہے۔ آگے چل کر آپ نے پیر و مرید کے آداب، حقوق العباد، آداب سماع اور اُن تمام امور پر نظر ڈالی ہے۔ جن کی سالک کو ضرورت پڑتی ہے۔ یہ کتاب گویا شریعت و طریقت کا نچوڑ ہے اور نہایت مفید کتاب ہے۔

فتوح الغیب میں فنا و بقا، ترک و تجرید اور امراضِ قلب و نفس کے علاج بتائے ہیں۔ سالکان راہ سلوک کے لئے یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہے۔ معتزلہ فرقہ کی تردید میں بھی آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے صدہا اشعار و قصائد موجود ہیں۔

وفات

جب اصلاح کا کام پُورا ہو گیا ایک عالم میں روشنی اور پُوری دُنیائے اسلام میں بیداری ہو چکی، خلفاء و امراء میں مذہبی جوش نمایاں ہو گیا تو پیام اجل آپہنچا اور آپ اکیانوے سال کی عمر میں ۱۱ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو واصل الی الحق ہو گئے۔ نہ صرف بغداد بلکہ طول و عرض عالمِ اسلامی میں کہرام مچ گیا۔

گو آپ دُنیا میں نہیں رہے مگر آپ کا سلسلہ پوری قوت و شکوہ کے ساتھ صدیوں سے مصروفِ کار فرمائی رہا۔ آپ کا سلسلہ قادریہ اب بھی قائم ہے اور انشاء اللہ قیامت تک قائم رہے گا۔

کردار کی منزل

(از جناب اے۔ آر ناصر الہ آبادی طالب علم جماعت دہم مشن ہائی سکول وزیر آباد)

۱۔ ادب بہترین کمال اور خیرات افضل ترین عبادت ہے۔
۲۔ نصیحت دوسروں کے حال پر غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔
۳۔ عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے۔
۴۔ عقلمند اپنے آپ کو پست کرکے بلندی حاصل کرتا ہے۔
۵۔ موت ایک بے خبر ساقی ہے۔
۶۔ نیک آدمی خدا کا مقبول ہوتا ہے۔
۷۔ جو جھوٹ بولتا ہے فنا ہوگا۔
۸۔ خندہ روئی سے پیش آنا سب سے پہلی نیکی ہے۔
۹۔ ایمان کے بعد بڑی نعمت نیک عورت ہے۔
۱۰۔ جو نیک نظر ہے برکت پائے گا۔
۱۱۔ کام میں سستی کرنے والا مُسرف کا بھائی ہے۔

ارکان دین میں نماز کی حیثیت

(از جناب نصیر علی خاں طارق بی اے سٹوڈنٹ انا ولی بستی جھنگ صدر)

موجودہ نئی روشنی اور ترقی پسند دور دین و مذہب کی طرف سے جتنی بے توجہی برت رہا ہے اس سے قبل اس کی مثال تاریخ کے صفحات پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ اسلام ایک عظیم الشان تحریک ہے۔ جو ہمیں دنیا اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت کو سنوارنے پر زور دیتی ہے۔ اسلام کے پانچ بڑے ارکان ہیں جن میں توحید کے بعد سب سے اول نمبر نماز کا ہے۔ جس سے ہم ترقی پسند مسلمان غفلت برت رہے ہیں۔ قیامت پر یقین رکھنا ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی بازپرس کی جائے گی ؎

روز محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسش نماز بود

آؤ ہم سب مل کر خداوند کریم کے حضور سر نیاز جھکا کر توبہ کریں۔ اور آئندہ نماز کی پابندی کا عہد کریں۔ نماز کی پابندی کا ذکر قرآن پاک میں لاتعداد بار آیا ہے۔ اللہ نے متقیوں کی ایک پہچان نماز کی پابندی قرار دی ہے۔ الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ○ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ○

سورۃ البقرۃ پارا رکوع ۱

ترجمہ۔ یہ کتاب الٰہی ہے اس میں شک و شبہ نہیں۔ متقیوں کے لئے یہ ہدایت ہے۔ متقی وہ ہیں جو غیب پر ایمان لاتے ہیں جو نماز قائم کرتے ہیں۔ جو روزی ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ (سورہ بقرہ رکوع ۱ پارہ ۱)

جو زندگی نماز اور نیک کاموں میں گزر جائے وہی اصل زندگی ہے۔ دنیا میں رہتے ہوئے گور کی منٹ کو کبھی یاد رکھنا چاہئے جس پر سر رکھ کر حشر تک سونا ہے ؎

خشتِ زیر خاک خواہد بود
اے کہ در خواب گاہ سنجابی
سعدیؔ

حدیث شریف میں نماز کے متعلق بہت تاکید آئی ہے۔ جن سے ہم اعلانیہ طور پر غفلت کر رہے ہیں۔ حضرت انس رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ میں کسی جگہ عذاب بھیجنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر وہاں ایسے لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ جو مسجدوں کو آباد کرتے ہیں۔ اللہ کے واسطے آپس میں محبت رکھتے ہیں اور اخیر راتوں میں استغفار کرتے ہیں تو عذاب کو موقوف کر دیتا ہوں۔

حضرت ابو درداؓ نے حضرت سلمانؓ کو خط لکھا جس میں یہ لکھا کہ مسجد میں اکثر اوقات گزارا کرو۔ میں نے رسول اکرمؐ سے سنا ہے کہ مسجد متقی کا گھر ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس بات کا عہد فرما لیا ہے۔ کہ جو مسجد میں اکثر رہتا ہے اس پر رحمت کروں گا۔ اور اس کو راحت دونگا۔ اور قیامت میں پل صراط کا راستہ آسان کر دوں گا اور اپنی رضا نصیب کرونگا۔

رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ سراسر ظلم ہے اور کفر ہے اور نفاق ہے جو اللہ کی منادی (اذان) سنے اور نماز کو نہ جائے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص اذان کی آواز سنے اور جماعت میں حاضر نہ ہو اس کے کان پگھلے ہوئے سیسے سے بھر دیئے جائیں یہ بہتر ہے۔

انسانی زندگی نہایت قیمتی اور قلیل ہے۔ وقت محو پرواز ہے وہ کسی کی انتظار نہیں کرتا۔ آؤ آج سے اپنے وقت کی قدر کریں۔ اور نیک کاموں میں لگ جائیں۔ جوانی اور زندگی پر اترانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ زندگی کے متعلق شیکسپیئر نے خوب کہا ہے۔

LIFE IS BUT A WALKIN SHADOW A POOR PLAYS THAT STRUTS and FRETS HIS HOUR UPON THE STAGE AND THEN IS HEARD NO MORE - IS A TALE TOLD BY an IDIST

اگر ہم نے اپنی زندگی خدا کی یاد سے غافل رہ کر گزاری تو ہماری زندگی شیکسپیئر کے نظریے کے مطابق مجذوب کی بڑ ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ کم از کم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں۔ کہ ہم سے نیک کام سرزد ہوں۔ یہ اور بات ہے کہ فضل ربی ہو گا۔ تو ہماری منزل آسان ہو گی۔ انسان غلطی کا پتلا ہے اور اس کی سرشت بھی کچھ ناپختگی پر استوار کی گئی ہے۔ ہمیں ہر وقت خدا کی امداد طلب کرنی چاہیئے ؎

یا رب از جنس ما چہ خیر آید
تو کرم کن کہ رب اربابی

میں اپنے مضمون کو ایک عبرت خیز سچا قصہ سنا کر ختم کرتا ہوں۔ ضلع جھنگ کے ایک گاؤں میں ایک ۶۰ سالہ بوڑھا رہا کرتا تھا۔ لوگوں نے اسے کبھی نماز پڑھتے نہ دیکھا تھا۔ اس کا گھر بالکل مسجد کے سامنے واقع تھا۔ لیکن اس کو کبھی مسجد میں آنے کی توفیق نہ ہوئی۔ جس وقت جمعہ کا خطبہ ہوتا تھا تو وہ اپنے دروازے کھول کر حقّے کے کش لگایا کرتا تھا۔ لوگوں نے کئی دفعہ سمجھایا کہ بابا وقت آخر ہے اب تو سجدہ کر لیا کر لیکن اس کے دل پر کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ آخر وہ گھڑی آن پہنچی جس کا سب کو انتظار ہے۔ آخر انسان کی حقیقت ہی کیا ہے۔

آخر زندگی کا دیا بجھ گیا اور مالک حقیقی کے دربار میں پیش ہونے کا وقت پہنچ گیا کوئی شخص نماز جنازہ پڑھانے کو تیار نہ ہوا (بے نمازی کی نماز جنازہ پڑھانا جائز نہیں) لیکن ایک دو آدمیوں کی اس شہادت پر کہ انہوں نے اسے ایک دو بار نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ تو وہاں کے امام مسجد نے اس کی نماز جنازہ کرائی۔ ابھی نماز جنازہ ختم ہی نہ ہوئی تھی کہ مغرب کی طرف سے باد تند پُر از آتش و آب و گل نمودار ہوئی اور تمام اطراف میں گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا گیا۔ جوں توں کر کے بارش ہی میں جنازہ قبرستان کی طرف لے کر چلے۔ لیکن راستے میں ہی تھے کہ بہت بڑے اولے پڑنے شروع ہوئے۔ لوگ بہت پریشان ہوئے۔ آخر بصد مشکل قبر کے پاس لائے۔ جب قبر میں اتارنے لگے تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ قبر میں سلگتے ہوئے انگارے سلگ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر گاؤں والوں کے اوسان خطا ہو گئے۔ اور وہ لاش کو قبر

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

بقیہ حلقہ احباب صفحہ ۴ سے آگے

مانتے ہونگے؟

جاوید - ہاں کسی حد تک سچّا ہی مانتے ہیں لیکن ہم شیطان کے متعلق اسلامی نظریات کو سُننا چاہتے ہیں -

عبدالرشید ! انور (یہ لڑکا پاس ہی بیٹھا تھا) تم ہمارے گھر سے وہ قرآن مجید اُٹھا لاؤ - جس پر شیخ الہند مولانا محمود الحسن مرحوم اور حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ کا حاشیہ موجود ہے -

(انور قرآن مجید لینے کے لئے چلا جاتا ہے - اور مولوی عبدالرشید وضو کی تیاری میں مشغول ہو جاتے ہیں - دن کے گیارہ بجے ہیں - تمام خواندہ و ناخواندہ حضرات اپنی اپنی چارپائیوں پر آج کی گفتگو میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں - مولوی عبدالرشید نے ابھی وضو بھی نہیں کیا تھا کہ انور قرآن پاک کو ایک دُھلے ہُوئے تولئے میں لپیٹ کر لے آتا ہے)

جاوید - مولوی صاحب ! آئیے ! آپ کا شیطان تو آج دیکھ لیں -

عبدالرشید - بس آ رہا ہوں (عبدالرشید آتے ہی انور سے قرآن حکیم پکڑ لیتے ہیں - اور سورہ اعراف کا دوسرا رکوع نکال کر پڑھنا شروع کر دیتے ہیں) وَلَقَدْ خَلَقْنٰكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ ؕ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُوْنُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ۝ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ۝ قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ قَالَ اخْرُجْ مِنْهَا مَذْءُوْمًا مَّدْحُوْرًا ؕ لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

اللہ تعالےٰ نے آیات بالا کے مفہوم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے تم کو تمام انسانیت کے جوہروں کے ساتھ پیدا کیا - باطنی اوصاف کے علاوہ ظاہری صورت بھی بڑی دلکش عطا فرمائی اور تناسبِ اعضا میں ایک خاص خوبی رکھی - اب حضرت آدمؑ جو تمام جوہروں کے مرکب تھے - ان کی فضیلت و عظمت کے اعتراف کے لئے فرشتوں کو سجدۂ تعظیمی کا حکم دیا - تمام فرشتگان نے سجدہ کیا - مگر ابلیس نے اس حکم کی سرتابی کی - اس موقعہ پر پروردگارِ عالم نے فرمایا کہ اے ابلیس میرے حکم کی بجا آوری میں کونسی چیز مانع ہوئی تو شیطان نے متکبرانہ انداز میں جواب دیا - اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ (میں تو پیدائشی طور پر آدم علیہ السلام پر فضیلت رکھتا ہوں) تو نے مجھے لطیف آگ سے پیدا کیا - اور اُس کو کثیف مٹی سے وجود عطا کیا - پروردگار عالم نے اس مردودِ ازلی کے اس جواب پر ارشاد فرمایا کہ زمرۂ ملائکہ سے فوراً نکل جاؤ ان قدسیوں کی جماعت میں تمہیں یوں تکبر کرنے کی گنجائش نہیں - (کیونکہ گستاخ اور نافرمان کا فرشتوں میں کیا کام ہے - جبکہ فرشتوں کی خلقی ہیئت کا تقاضا ہے - کہ ان کو جو کچھ حکم دیا جاتا ہے وہی کچھ کرتے ہیں) لہذا اے ذلیل فوراً یہاں سے جاؤ (چاہیئے تھا کہ بدنصیب اپنی غلطی کی معافی مانگتا) لیکن بدنصیب خدا تعالےٰ سے کہنے لگا کہ مجھے قیامت تک مہلت دیجئے - ارشاد ہُوا - جاؤ تمہیں قیامت تک مہلت دی جاتی ہے - اب دربارِ الٰہی میں صاف صاف لفظوں میں جوشِ انتقام سے آگ بگولا ہو کر کہنے لگا - کہ اے اللہ تیری مشیئت نے جس طرح مجھ کو گمراہ کیا ہے - میں بھی تیری سیدھی راہ پر ہمیشہ گھات میں بیٹھوں گا - اور اولادِ آدمؑ پر اُن کے آگے پیچھے دائیں بائیں سے ہر وقت حملے کرتا رہوں گا - اور میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ اسی آدم کی اولاد میں سے تیرے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہونگے - اکثریت کو میں کفرانِ نعمت پر لگا کر شکریہ کی بجائے شکایت کا عادی بناؤں گا - اب اس جواب پر وہی ارشاد ہوتا ہے - فَاخْرُجْ - ارے ناہنجار دُور ہو جا - تُو ابتر حال ہے - اور مردود ہو چکا ہے - (سُن لے اولادِ آدمؑ میں سے جو کوئی بھی تیری پیروی کرے گا تو میں تم سب کو ضرور جہنّم میں جھونکونگا)

مسعود - تو مولوی صاحب - خلافِ شریعت سارے جال شیطان ہی کے پھیلائے ہوئے ہیں؟

عبدالرشید - اس میں کیا شک ہے -

جاوید - بندوں کا تو پھر کوئی قصور نہیں؟

اختر - بندوں کا قصور بھی ہے -

مولوی عبدالرشید - جزاک اللہ ! خداوند تعالےٰ نے بندوں کو تمیزِ حق و باطل عطا فرما کر تکلیف شرعی کا مکلّف بنا دیا ہے - فاترالعقل انسان سے شرعی احکام کا کوئی واسطہ نہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ یوم الحساب فقط ان لوگوں کی باز پرس ہو گی جن کو ربّ العزّت نے زیورِ فہم و فراست سے نوازا تھا -

جاوید - شیطان کو ماننے کی بجائے یہ فارمولا کیوں قابلِ قبول نہیں ہے کہ انسان اپنی اغراض و اہوا کے پیشِ نظر ہمیشہ جائز و ناجائز ذرائع کی تلاش میں رہتا ہے - اور اسی خواہش کا نام شیطان ہے -

عبدالرشید - بھائی صاحب آپ نے ابھی اقرار کیا تھا کہ آپ قرآن مجید کے ان قصص کو مانیں گے جو حقیقت پر مبنی ہوں گے - تو ابھی آپ قرآن مجید کے مسلمات سے راہِ فرار اختیار کر رہے ہیں - قرآن مجید میں ابلیس کے متعلق کچھ اور بھی آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے - اگر آپ یونہی کج بحثی میں وقت ضائع کرنا چھوڑ دیں -

جاوید - اچھا پیش کیجئے -

عبدالرشید - آپ پر اُس مردودِ ازلی اور پروردگار عالم کا عتاب آمیز مکالمہ مختصر پڑھا جا چکا ہے جس سے آپ پر واضح ہو گیا ہو گا - کہ شیطان ساری اولادِ آدم کا دشمن ہے - ربّ العزّت کے دربار سے بنی نوع انسان کو گمراہ کرنے کی اجازت حاصل کر چکا ہے - سورہ بنی اسرائیل میں اسی موقعہ پر کچھ لطیف فصاحت سے وہی واقعہ پیش کیا گیا ہے - ارشادِ خداوندی ملاحظہ فرمائیے - قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ الخ فرمایا خداوندِ ارض و سما نے دُور ہو جاؤ اولادِ آدم میں سے جس نے تیری راہ اختیار کی اُن کو بلا شک جہنّم میں پھینکا جائے گا - اور یہ سزا اسلئے جہنّم ہی تیرے ہمنواؤں

کا پورا اور مناسب بدلہ ہے۔ اس کے ساتھ ہی احکم الحاکمین نے ابلیس کے متمردانہ چیلنج کا جواب اپنے شہنشاہانہ میں دیا۔ فرمایا۔ ارے راندۂ رحمت و شفقت! جاؤ اولادِ آدم میں سے جس کو چاہو اپنی آواز سے گمراہ کرلو اور بنی نوع انسان پر اپنی پیادہ اور سوار طاغوتی افواج سے حملہ کرتے رہو۔ تم کو اجازت کہ اُن کے ہر فعلِ حیات میں بلکہ اُن کے مال اور اولاد میں بھی شرکت کرو۔ اور ہر موقعہ پہ اُن کو اپنے موہوم مواعید سے دامِ تزویر میں پھانستے رہو۔ مگر مقامِ عبرت ہے کہ ارے ناری مردود تیرے وعدے ہمیشہ دغابازی پر مبنی ہونگے۔ اور سُن لے تاکہ قیامِ قیامت تمام ادوار دھور میں ایسے مخلص اور برگزیدہ انسان بھی بستیوں میں ہونگے جن پر تیرا جادو ہرگز کارگر نہیں ہوگا۔ وہ میرے بندے ہونگے۔ اور ان کی دستگیری اور تیرے جال سے بچانے میں میری قدرت کا دستِ خاص کار فرما ہوگا۔

جاوید۔ بس آپ قرآن مجید کا نام لیکر اور مسلمانوں میں بٹھلا کر اپنی باتوں کو بڑی عقیدت سے ہم پر ٹھونس رہے ہیں۔ ورنہ میں تو آپ کی باتو کو بادلِ نخواستہ سُن رہا ہوں۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ جب شیطان نظر نہیں آتا تو یونہی اُس کے تسلّط کو تسلیم کرتے پھریں؟

عبدالرشید۔ مسلمان بننے کے لئے صرف شیطان ہی نہیں۔ بلکہ اور بہت سی چیزیں بلا دیکھے ماننا پڑتی ہیں۔

جاوید۔ تبھی تو مَیں قرآن مجید کے مطالعہ کے لئے وقت نہیں نکالتا۔ مولوی صاحب یہ مشاہدہ اور تجربہ کی دُنیا ہے اور آپ ایک ایسا قرآن پیش کر رہے ہیں۔ جس میں ساری غیر مرئی چیزوں پر ایمان لانا پڑتا ہے۔

اختر۔ جاوید صاحب! معاف کرنا آپ تو اسلام سے بالکل ہی کورے معلوم ہوتے ہیں۔ آخر دُور نہ جائیے۔ خدا تعالےٰ کو بھی تو بن دیکھے ماننا پڑتا ہے۔

عبدالرشید۔ اختر صاحب سُنئے۔ خدا تعالےٰ۔ اس کے فرشتے۔ گزشتہ انبیاء کرام۔ ان کی کتابیں صحائف۔ قیامت۔ جنّت دوزخ اور احوال قیامت اور پیغمبرِ آخرالزماں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیش گوئیاں یہ اور اسی طرح کی اور بہت سی چیزوں کا محسوسات ظاہری سے کیا تعلق ہے۔ انبیاء کرامؑ نے بھی اپنے وقتوں میں اپنی الہامی زبانوں سے خلقِ خدا کو ان چیزوں پر ایمان لانے کے لئے دعوت دی۔ سعید رُوحوں نے ان باتوں کو بے کم و کاست اپنے ایمان کا جزو بنالیا۔ اور بدنصیب اٹکل پچّو مارتے اور حرف گیری کرتے ہوئے واصلِ جہنّم ہوئے۔

مسعود۔ اختر اور باقی خواندہ حضرات: جاوید صاحب! آپ ان باتوں میں بحث نہ کریں۔ یہ باتیں تو ہم اپنے بزرگوں سے اسی طرح سُنتے آئے ہیں۔ اور اسی کو ایمان بالغیب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

جاوید۔ (مُسکرا کر خاموش ہو جاتا ہے)

عبدالرشید۔ الحمدللہ! آج تو جاوید صاحب کو ہم نے خوب پچھاڑا اور پورا مولوی بنا کے چھوڑا۔

(جاوید مُسکرا رہا ہے اور تمام حاضرین بڑے خوش ہیں)

عبدالرشید (سلسلۂ کلام کو جاری رکھتے ہوئے) دوستو قرآن مجید اُن حقائق کا مجموعہ ہے۔ جن کی روشنی میں انسان کو مسجود ملائک اور خلیفۃ اللہ فی الارض کہا گیا ہے۔ کہ وہ انوار و تجلیاتِ قدسیہ کا سراپا ہے۔ جس کا نزول سیّد ولد آدم علیہ السلام کے قلبِ اطہر پر ہُوا اور قیامت تک اس کا سرچشمۂ رشد و ہدایت کا داعی رہے گا۔ رضائے الٰہی کا مرتب پروگرام اور رحمۃ للعالمین کی عملی زندگی کا مظہر انسانی دُنیا میں دستور و آئین کی آخری الہامی کتاب جس کے متعلق اقبال مرحوم عقیدت میں جھوم کر رقمطراز ہیں۔

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است
چو بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود

فرماتے ہیں کہ میری ضمیر کی آواز سُنئے۔ قرآن حکیم کو کتاب مت سمجھئے جب یہ تاثیراتِ قدسیہ کا مجموعہ رُوح کی کیفیتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ تو رُوح میں ایک ملکوتی کیفیتِ سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور اس فردوسی انقلاب کا نتیجہ ہوتا ہے کہ کائنات کا ذرّہ ذرّہ اسی رنگ میں ڈوبا ہُوا معلوم ہوتا ہے۔

اختر مسعود اور باقی حاضرین! مولوی صاحب۔ بہت خوب۔ ہم آپ سے سفارش کرتے ہیں کہ آپ دوسرے وقت میں قرآن مجید کے متعلق ڈاکٹر اقبال مرحوم کے تمام نظریات کو پیش کریں۔

(بقیہ جمعہ کی تعطیل صفحہ ۳ سے آگے

کی بجائے الٹا نقصان ہو رہا ہے۔

ہم پاکستان کی نئی حکومت کی توجہ اس اہم اور ضروری تبدیلی کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

شامتِ اعمال

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس قوم میں (خدا اور خلق کے مال میں) خیانت ظاہر ہو اللہ تعالیٰ اس قوم کے دلوں میں بزدلی پیدا کر دیتا ہے۔ اور جس قوم میں بھی زنا رواج پا جائے اُس کی نسل ختم ہونے لگ جاتی ہے (شرح اموات بڑھ جاتی ہے۔ اور جو قوم بھی ماپ تول میں کمی کرنے لگ جاتی ہے اُس سے خوشحالی چھینی جاتی ہے۔ اور جو قوم ناحق فیصلے کرنے لگ جاتی ہے اُس میں کشت و خون راہ پا جاتا ہے۔ اور جو قوم بدعہد ہو جاتی ہے اس پر دشمن مسلط کر دیا جاتا ہے۔ (مالک)

جنگ قادسیہ

(از جناب سعید الرحمٰن صاحب مدرسہ تعلیم الاسلام سنت پور کالاٹلپور)

(ماخوذ از خلافت راشدہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے اہتمام کے ساتھ ایرانیوں کے مقابلہ کی تیاریاں شروع کیں۔ عرب کے عاملوں کو حکم بھیجے کہ جہاں کہیں کوئی بہادر سردار ہوشمند مدبّر سحر بیان شاعر اور خطیب ہو دربار خلافت میں حاضر ہو۔ حضرت عمرؓ کا حکم پاتے ہی لوگ جوق در جوق دارالخلافہ کی طرف روانہ ہو پڑے۔ اور مدینہ منوّرہ کے چاروں طرف فوجوں کا جنگل نظر آنے لگا۔

حضرت عمرؓ نے طلحہؓ زبیرؓ عبدالرحمٰن بن عوفؓ وغیرہ اکابر صحابہ کو فوج کے مختلف حصّوں کا سردار مقرر فرمایا۔ اور خود سپہ سالار بن کر مدینہ سے نکلے۔ مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک مقام ہے صرار۔ وہاں پہنچ کر آپ نے قیام کیا اور اپنے جانے یا نہ جانے کے متعلق رائے لی۔

عام لوگوں کی یہ خواہش تھی کہ حضرت عمرؓ خود تشریف لے چلیں۔ مگر اہل الرائے صحابہ کو اس سے اختلاف تھا۔ اُنہوں نے عرض کیا یا امیرالمومنین لڑائی میں فتح بھی ہو سکتی ہے اور شکست بھی آپ کے ہوتے ہوتے اگر فوج کو شکست ہو گئی تو پھر اسلام کے اقتدار کا خاتمہ ہی سمجھئے۔ حضرت عمرؓ نے اکابر صحابہ کی رائے سے اتفاق کیا اور انہیں کے مشورہ سے سعد بن ابی وقاصؓ کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔ اور خود واپس مدینہ تشریف لے گئے۔

سعد بن ابی وقاص اس عظیم الشان اسلامی فوج کو لے کر زرود پہنچے اور حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق وہاں قیام کیا۔ یہاں انہیں خبر ملی کہ مثنیٰؓ جو مقام ذی قار میں ان کے انتظار میں تھے انتقال فرما گئے۔ حضرت مثنیٰؓ معرکہ مروحہ میں بُری طرح زخمی ہوئے تھے ان کے زخم روز بروز بگڑتے ہی گئے۔ اور آخرکار راہی ملک بقا ہوئے۔

سعد بن وقاصؓ زرود سے چل کر اشراف پہنچے اور قیام کیا۔ یہاں مثنیٰ کے بھائی معنی اپنی آٹھ ہزار فوج کے ساتھ ان سے آملے۔ اور حضرت مثنیٰ نے انتقال سے پہلے جو لڑائی کے متعلق ان کو مشورے دیئے تھے وہ ان سے بیان کئے۔ یہیں سعدؓ کے پاس حضرت عمرؓ کا فرمان آیا۔ جس میں فوج کی ترتیب و تنظیم کے متعلق مفصل ہدایات درج تھیں۔ ان ہدایات کے مطابق پہلے سعدؓ نے تمام فوج کا شمار کرایا۔ کل فوج تیس ہزار تھی۔ پھر اسے میمنہ میسرہ قلب ساقہ طلیعہ اور مجرد پر تقسیم کیا۔ (یہ سب فوج کے حصوں کے نام ہیں۔ جن کو دائیں بائیں معین کیا جاتا ہے) اور ہر حصہ کے لئے علیحدہ افسر مقرر کیا۔ اس فوج کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ اس کے امرا میں ستّر وہ صحابہ تھے جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔ اور تین سو وہ جو بیعت الرضوان میں موجود تھے اور تین سو وہ جو فتح مکہ میں شامل تھے۔

سعد بن ابی وقاصؓ ابھی مقام اشراف ہی میں تھے کہ حضرت عمرؓ کا دوسرا فرمان آیا جس میں لکھا تھا۔ کہ قادسیہ میں جاکر پڑاؤ ڈالو۔ اور اس طرح مورچہ قائم کرو کہ سامنے عجم کی زمین ہو۔ اور پشت پر عرب کے پہاڑ۔ تاکہ اگر فتح نصیب ہو تو آگے بڑھ سکو۔ اور اگر شکست ہو جائے تو پہاڑوں میں پناہ لے لو۔ مثنیٰ نے بھی اپنی وصیت میں یہی مشورہ دیا تھا۔

سعدؓ اشراف سے روانہ ہو کر قادسیہ پہنچے۔ قادسیہ کوفہ کے راستے میں ۳۹ میل ادھر ایک سرسبز و شاداب مقام تھا۔ یہاں پہنچ کر پھر فرمان آیا کہ قادسیہ اور اس کے قرب و جوار کا مکمل نقشہ بنا کر بھیجو اور یہ بھی معلوم کر کے لکھو کہ ایرانیوں کی طرف سے کون سردار مقابلہ کے لئے مامور ہوا ہے۔ اور اس نے کس جگہ قیام کیا ہے۔ سعدؓ نے قادسیہ کا مکمل نقشہ بنا کر حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا اور لکھ بھیجا۔ کہ ایرانی سپہ سالار رستم خود مقابلہ کے لئے آ رہا ہے اور مدائن سے چل کر ساباط میں ٹھہر گیا ہے۔

دربارِ ایران میں اسلامی سفارت

دربارِ خلافت سے فرمان آیا کہ لڑائی سے قبل کسریٰ کے دربار میں چند معزز و فہیم مسلمانوں کو سفیر بنا کر بھیجو۔ اور اسلامی قاعدہ کے مطابق پہلے شرائطِ صلح پیش کرو۔ سعدؓ نے چودہ سردارانِ قبائل کو انتخاب کر کے مدائن میں شہنشاہ ایران کے دربار میں بھیجا۔ شہنشاہ ایران نے اسلامی سفارت کی آمد کی خبر سُن کر اپنا دربار بڑی شان سے سجایا۔ یہ سفیر یمنی چادریں کاندھوں پر ڈالے ہوئے چمڑے کے موزے پاؤں میں پہنے ہوئے اور کوڑے ہاتھ میں لئے ہوئے اس بیباکانہ انداز سے دربار میں داخل ہوئے کہ درباری سہم گئے۔ اور شہنشاہ ان کی جرأت پر حیران رہ گیا۔

غرض ترجمان کے ذریعہ سے گفتگو شروع ہوئی۔ یزدگرد نے پوچھا یہ بتاؤ تم ہمارے مُلک میں کیوں آئے ہو؟ نعمان بن مقرنؓ جو رئیس وفد تھے آگے بڑھے اور حسب ذیل تقریر کی۔

آپ نے کہا اے بادشاہ کچھ عرصہ پہلے ہم وحشی تھے ہم جاہل تھے۔ لیکن خدا نے ہم پر بڑا فضل فرمایا کہ ہماری ہدایت کے لئے ایک برگزیدہ رسولؐ بھیجا۔ خدا کے اس مقدس رسول نے ہم کو راہِ حق دکھائی اس نے نیکی کی طرف بُلایا اور بدی سے روکا۔ اور وعدہ کیا کہ اگر ہم اس دعوت کو قبول کر لیں تو دُنیا اور آخرت کی کامیابی ہمارے قدم چُوم لے گی۔ ہم نے اس دعوت کو قبول کر لیا تو اس نے حکم دیا کہ ہم اس دعوت کو ان قوموں تک پہنچائیں جو ہمارے پڑوس میں آباد ہیں۔ اور انہیں بتلائیں کہ یہی دعوت جسے اسلام کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے تمام خوبیوں کی بُنیاد ہے اور یہ حق کو حق اور باطل کو باطل کی صورت میں پیش کرتی ہے۔

لہٰذا اے عمائدِ ایران ہم تم کو اسی مقدس دین کی طرف بُلاتے ہیں۔ اگر تم یہ بلاوا قبول کر لو تو کیا کہنے۔ ہمیں تم

سے تعرض کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہم کتاب اللہ تمہارے حوالہ کر دیں گے وہی تمہاری رہنما ہوگی۔ اور اس کے احکام کی پیروی تمہارا فرض ہوگا۔ لیکن اگر تم کو اس دعوت حق کے قبول کرنے سے انکار ہے تو پھر تمہیں جزیہ دے کر ہمارے اقتدار کو قبول کرنا پڑے گا۔ اور وعدہ کرنا ہوگا کہ تمہاری سلطنت میں ظلم نہ ہوگا اور بدکاری سر نہ اٹھائیگی۔ اور اگر تمہیں یہ بھی منظور نہیں تو پھر تلوار تمہارے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے گی۔

یزدگرد تعجب کے ساتھ یہ تقریر سنتا رہا۔ اور جب تقریر ختم ہوئی تو ارکان وفد کو خطاب کرکے کہا۔

"اے قوم عرب! ساری دنیا سے زیادہ بدبخت اور بدحال کوئی دوسری قوم نہ تھی۔ جب ہم ایک اونٹ ذبح کرکے تم فاقہ مستوں کی مہمانی کر دیا کرتے تھے تو تم خوش ہو جایا کرتے تھے اور تمہارا سارا جوش وخروش شور و شر ٹھنڈا پڑ جاتا تھا۔ اور جب تم کچھ ہاتھ پاؤں نکالتے تھے تو ہم سرحد کے سرداروں کو لکھ بھیجتے تھے وہ تمہیں ٹھیک کر دیتے تھے دیکھو میں تم کو مشورہ دیتا ہوں۔ کہ ملک گیری کے اس خبط کو اپنے دماغ سے نکال دو۔ ہاں اگر ضروریات زندگی نے تمہیں اس اقدام پر مجبور کیا ہے تو ہم کو بتلاؤ۔ ہم تمہارے کھانے پینے کا بندوبست کر دینگے۔ تمہارے لئے لباس کا بھی انتظام کر دیں گے اور کوئی ایسا بادشاہ تمہارے لئے مقرر کر دیں گے جو تم سے نرم برتاؤ کرے گا۔

یزدگرد شہنشاہ ایران کی یہ تقریر سننے کے بعد حضرت مغیرہؓ بن زرارہ آگے بڑھے آپ نے فرمایا:

اے بادشاہ! بیشک ہم ایسے ہی بدبخت بدحال تھے۔ جیسا کہ تو نے بیان کیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ ہم مردار جانور کھاتے تھے۔ اون اور چمڑا ہمارا لباس تھا۔ اور زمین ہمارا بستر۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ جب ہم میں خدا کا وہ برگزیدہ رسولؐ مبعوث ہوا جو حسب ونسب میں سب سے افضل تھا۔ شان و شوکت میں سب سے اعلیٰ تھا اور اخلاق حسنہ میں بے نظیر تو اس نے ہماری کایا پلٹ دی اس کی معجزانہ تعلیم سے ہم ساری دنیا کے رہنما بن گئے۔ اور آج یہ حالت ہے کہ تم جیسے مغرور بادشاہ بھی ہماری عظمت و شوکت سے تھراتے ہیں۔

اے بادشاہ اب زیادہ حیل و حجت تو فضول ہے یا تو اس برگزیدہ رسولؐ کی دعوت کو قبول کر اور اس سعادت کبریٰ کے آگے سر جھکا دے ورنہ جزیہ ادا کرنا منظور کر، اور اگر یہ دونوں باتیں منظور نہیں تو پھر تلوار کے فیصلے کا انتظار کر۔

بادشاہ مغیرہؓ کی اس تقریر سے برہم ہوا اور جوش میں آکر کہا۔ اگر سفرا کا قتل بین الاقوامی آداب کے خلاف نہ ہوتا تو تمہیں قتل کرا دیتا۔ خیر جاؤ میں تمہارے مقابلہ کے لئے رستم کو بھیجتا ہوں۔ وہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو قادسیہ کی خندق میں دفن کر دے گا پھر اس نے مٹی کا ایک ٹوکرا منگوایا اور سفرا سے پوچھا تم میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ عاصم بن عمر نے کہا میں یزدگرد نے حکم دیا کہ یہ ٹوکرا اس شخص کے سر پر رکھ دیا جائے۔ عاصم اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھوڑا دوڑاتے ہوئے سعدؓ کے پاس آئے۔ اور کہا فتح مبارک ہو دشمن نے خود اپنی زمین ہمارے حوالے کر دی۔

رستم جو ساباط میں چھاؤنی ڈالے پڑا تھا ایک لاکھ بیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور قادسیہ پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ وہ مسلمانوں سے اس قدر مرعوب ہو چکا تھا کہ لڑنا نہیں چاہتا تھا مگر دربار ایران سے برابر لڑائی کے احکام آرہے تھے۔ پھر بھی وہ کئی مہینے ٹال مٹول سے کام لیتا رہا۔ اور اس دوران میں فریقین کے سفرا ایک دوسرے کی فرودگاہ میں آتے رہے۔ آخری مرتبہ مغیرہ بن شعبہؓ سفیر بن کر رستم کی فرودگاہ میں گئے۔ رستم نے اسلامی سفیر کو مرعوب کرنے کے لئے بڑی سج دھج سے اپنا خیمہ سجایا حریر و دیبا کے بیش قیمت فرش زمین پر بچھائے گئے۔ اور زرنگار پردے دیواروں پر لٹکائے گئے بیچ دربار میں ایک سونے کے تخت پر جواہرات کا مرصع تاج سر پر رکھ کر رستم بڑی شان و شوکت سے بیٹھا تھا۔ اِدھر اُدھر درباری سونے کے مرصع تاج اوڑھے اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق بیٹھے تھے۔ خدام اور پہرہ دار دو رویہ پرے جمائے ادب کے ساتھ کھڑے تھے۔

مغیرہ گھوڑے سے اتر کر سیدھے تخت کی طرف بڑھے اور بے باکانہ رستم کے زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے۔ مغیرہؓ کی اس جرأت کو دیکھ کر تمام دربار حیران رہ گیا۔ پھر پہرہ دار آگے بڑھے۔ اور مغیرہؓ کو تخت سے اتار دیا۔ مغیرہؓ نے کہا۔ "اے سرداران ایران ہم تو تم کو بڑے عقلمند سمجھتے تھے۔ تم تو بڑے بیوقوف نکلے۔

ہم مسلمان بندوں کو خدا نہیں جانتے اور کمزور انسانوں پر طاقتور لوگوں کی آقائی کے قائل نہیں ہمارا خیال تھا کہ تمہارے ہاں بھی یہی دستور ہوگا۔ بہتر یہ تھا کہ تم ہمیں پہلے ہی بتلا دیتے کہ تمہارے ہاں کمزور طاقتور کی پوجا کرتے ہیں۔ اور انہیں دیوتا بنا کر اونچی جگہ بٹھاتے ہیں۔

انسانی مساوات کا دستور تمہیں تسلیم نہیں اگر یہ بات مجھے پہلے معلوم ہو جاتی تو ہرگز میں تمہارے دربار میں نہ آتا۔ خیر اب تو میں آگیا ہوں۔ لیکن تمہیں بتلائے دیتا ہوں کہ سلطنت قائم رہنے کے یہ ڈھنگ نہیں۔ زیر دستوں کی بیقراری تمہارے اقتدار کی بساط الٹ دے گی۔

مغیرہؓ کی زبان سے یہ الفاظ سن کر دربار میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں۔ نیچے کے طبقہ کے لوگوں نے کہا خدا کی قسم اس عربی نے بات تو سچی کہی۔

سردار بولے اس شخص نے ہماری رعایا کو ہم سے بغاوت پر آمادہ کیا ہے جو لوگ اس قوم کو حقیر سمجھتے ہیں بڑے بے وقوف ہیں۔

آغاز جنگ

اس گفتگو کے بعد پیام و سلام کا سلسلہ ختم ہوگیا۔ محرم الحرام ۱۴ھ دونوں فوجیں آمنے سامنے صف آراء ہوئیں۔ ایرانی فوجیں بڑی شان وشوکت سے تیرہ ۱۳ صفوں میں کھڑی تھیں۔

فوج کے حصے میمنہ میسرہ قلب کے پیچھے ہاتھیوں کے پرے جمائے گئے تھے۔ خبر رسانی کے لئے قادسیہ سے مدائن تک کچھ کچھ فاصلہ پر قاصد بٹھا دیئے گئے تھے اس طرح دم دم کی خبریں دربار شاہی میں پہنچتی رہتی تھیں۔ اسلامی فوجیں بھی جنگی ترتیب کے ساتھ کھڑی کی گئی تھیں

سعد بن ابی وقاص رض عرق النساء کی شکایت کی وجہ سے خود میدان میں نہ تھے میدان جنگ کے قریب ایک قدیم محل تھا۔ وہ اس کی چھت پر بیٹھے ہدایات دے رہے تھے۔ خالد بن عرطہ ان کی ہدایات کے مطابق فوج کی کمان کر رہے تھے اسلامی فوج کے پیچھے خندق تھی۔ اور ایرانی فوج کے پیچھے نہر عتیق اور میدان جنگ درمیان میں تھا۔

یوم ارماث

نماز ظہر سے فارغ ہو کر سپہ سالار افواج اسلامی سعد رض بن ابی وقاص نے تین تکبیریں کہیں۔ دونوں طرف سے نبرد آزما بہادر مبارزت کے لئے نکلے اور رجزیہ اشعار پڑھتے ہوئے داد شجاعت دینے لگے۔ چوتھی تکبیر پر قاعدہ کے مطابق عام جنگ شروع ہوگئی۔ بنی بجیلہ کا رسالہ ہاتھیوں کی زد میں آگیا۔ ان کے گھوڑے ہاتھیوں کی صورت دیکھ کر بدکنے لگے۔ مسلمانوں کے لئے یہ کالی بلا سب سے بڑی مصیبت تھی سعد بن ابی وقاص رض نے بنی اسد کو حکم دیا کہ بنی بجیلہ کی مدد کریں۔ بنی اسد برچھیاں لے کر ہاتھیوں پر پل پڑے۔ ایرانیوں نے بجیلہ کو چھوڑ کر بنی اسد پہ سارا زور صرف کر دیا۔ سعد بن ابی وقاص نے بنی تمیم سے کہا کہ تم ہی ہاتھیوں کی کچھ تدبیر کرو۔ بنی تمیم نے اس قدر تیر برسائے کہ تمام فیل نشین زمین پہ آ رہے۔ لڑائی کچھ رات گئے تک جاری رہی بنی اسد کے تقریباً پانچ سو جوان ہاتھیوں کے ریلے میں روندے گئے اس دن ایرانیوں کا پلّہ بھاری رہا۔ یہ دن یوم الارماث کہلاتا ہے۔

یوم اغواث

دوسرے دن پہلے شہیدوں کو دفن کرایا گیا۔ اور زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے عورتوں کے سپرد کیا گیا۔ لڑائی ابھی شروع نہیں ہوئی تھی کہ ملک شام سے امدادی فوج آگئی۔ یہ فوج حضرت عمر رض کے حکم سے ابوعبیدہ ابن الجراح رض نے بھیجی تھی۔ اس کی تعداد چھ ہزار تھی اور سپہ سالار ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص تھے یہ فوج اس تدبیر کے ساتھ آئی کہ جب ایک دستہ پہنچ جاتا تب دوسرا نمودار ہوتا یوں تمام دن فوجوں کا تانتا بندھا رہا اور ایرانیوں پر رعب چھا گیا۔

شام کی فوجوں نے ایک اور تدبیر کی کہ اپنے اونٹوں پر جھولیں ڈال کر انہیں مہیب شکل کا بنا دیا۔ ان اونٹوں نے ایرانی فوجوں میں وہی مصیبت برپا کی جو ہاتھیوں نے اسلامی فوجوں میں کی تھی۔ اس دن لڑائی آدھی رات تک ہوتی رہی۔ قعقاع نے جو امدادی فوج کے ایک دستہ کے سردار تھے۔ مشہور ایرانی سردار بہمن کو قتل کر دیا۔ اس کے علاوہ سیستان کا شہزادہ براز اور بزرجمہر ہمدانی بھی قتل ہوگئے۔ اس دن مسلمانوں کا پلہ بھاری رہا اسے یوم الاغواث کہتے ہیں۔

یوم عماس

تیسرے دن پہلے شہداء کو دفن کیا گیا اور زخمیوں کی مرہم پٹی کے لئے عورتوں کے حوالہ کر دیا گیا۔ اور پھر لڑائی شروع ہوئی۔ اس دن بھی ہاتھیوں کی مصیبت سامنے تھی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے دونوں مسلم ایرانیوں کو بلا کر پوچھا کہ اس مصیبت کا کیا علاج ہے انہوں نے کہا کہ ان کی آنکھیں اور سونڈ بیکار کر دی جائیں سعد رض نے قعقاع اور ان کے ساتھیوں کو بلا کر کہا یہ کام تم انجام دو۔ دو ہاتھی ابیض اور اجرب تمام ہاتھیوں کے سردار تھے۔ قعقاع اور عاصم نے ایک ساتھ نیزوں سے ابیض کی آنکھوں کا نشانہ کیا۔ ہاتھی جھرجھری لیکر پیچھے ہٹا تو قعقاع نے تلوار کا ایسا ہاتھ مارا کہ سونڈ مستک سے کٹ کر علیحدہ ہو گئی۔

ربیل اور جمال نے اجرب پر حملہ کیا۔ وہ زخم کھا کر نہر کی طرف بھاگا۔ دوسرے ہاتھی بھی سب اس کے پیچھے ہو لئے۔ ہاتھیوں کی اس بھاگڑ سے ایرانیوں کی صفیں درہم برہم ہوگئیں۔ رات بھر لڑائی جاری رہی۔ بجز گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور تلواروں کی جھنکار کے کوئی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ اس دن کو یوم عماس کہتے ہیں اور اس رات کو لیلۃ الھریر کہتے ہیں۔

خاتمہ جنگ

صبح ہوگئی اور لڑائی کا فیصلہ نہ ہوا تو قعقاع - اشعث - عمرو معدیکرب ابن ذی البردین وغیرہ سرداران قبائل نے .... اپنے ساتھیوں کو للکار کر کہا۔ بھائیو جم کر ایک اور حملہ کرو فتح تمہاری ہی ہے۔ اس آواز پر مسلمان گھوڑوں سے کود پڑے اور تلواریں کھینچ کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔

قیس - اشعث - عمرو معدیکرب وغیرہ سرداروں نے خوب خوب بہادری کے جوہر دکھائے۔ ابھی دوپہر نہ ہوئی تھی کہ ایرانی فوج کے دونوں بازو ٹوٹ گئے۔ اور مسلمانوں نے قلب پر حملہ کیا۔ چند مسلمان بہادر ایرانی سپہ سالار رستم کی طرف بڑھے۔ رستم تخت پر بیٹھا اپنی فوج کو لڑا رہا تھا اس نے یہ حالت دیکھی تو تخت سے کود پڑا۔ اور دیر تک مردانہ وار لڑتا رہا۔ جب زخموں سے چور چور ہوگیا تو بھاگ نکلا۔ ایک مسلمان سپاہی ہلال بن علقمہ نے اس کا پیچھا کیا اور قتل کر دیا پھر اس لے تخت پر چڑھ کر پکارا رب کعبہ کی قسم میں نے رستم کو قتل کر دیا ہے۔ رستم کے قتل ہوتے ہی ایرانی فوج میں بھاگڑ پڑ گئی۔ مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے ایرانیوں کا پیچھا کر کے ہزاروں کو قتل کیا۔ اور درفش کاویانی پر قبضہ کر لیا۔ قادسیہ کا معرکہ ایرانی معرکوں میں اہم ترین معرکہ سمجھا جاتا ہے۔ اس لڑائی میں تیس ہزار ایرانی قتل ہوئے اور آٹھ ہزار مسلمان شہید ہوئے۔

رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ

منتخب اشعار

(مرسلہ جناب عبدالمجید صاحب شاد خانپوری)

سلسلہ کے لئے دیکھو خدام الدین ۱۹ر ستمبر ۱۹۵۸ء

بھاگ کر مکتب سے جو بچپن گزاریں کھیل میں !
وہ بڑے ہو کر پہنچ جاتے ہیں اکثر جیل میں
جب لکھائی سے فراغت ہو پڑھائی کر چکو
خوب دوڑو اور کودو اور کچھ ورزش کرو
تاش بازی بھی بُری شطرنج بازی بھی بُری
ایسی ہر بازی تمہارے حق میں ہے میٹھی چھری
آہ ! وُہ بدبخت جس کا شغل ہو آوارگی
خون کے آنسو رلائے گی اُسے بیچارگی
جاہلوں کی ہم نشینی ہو تو تنہائی بھلی
عالموں کی نیک صحبت ہو تو تنہائی بُری
جس نے پہچانی نہ کوئی قدر اپنے وقت کی
کامیابی اس کو حاصل ہو نہیں سکتی کبھی
جس نے کل پر آج اپنا کام چھوڑا وہ گیا
کل بھلا دیکھی ہے کس نے خوب کوئی کہہ گیا
جی چُرا کر کام سے کاہل نہ بن جانا کہیں
کاہلی سے بڑھ کے انساں کا کوئی دشمن نہیں
تم کو اپنے فرض کا احساس ہونا چاہیئے
اور ذمہ داریوں کا پاس ہونا چاہیئے
گھر کے اندر بیٹھ کر اب تک کسی نے کیا لیا
جس نے کوئی جستجو کی اس نے مقصد پا لیا
زندگی میں پیش آتے ہیں ہزاروں امتحاں
حوصلے سے کام لینا سیکھ لے ہر نوجواں
ہر قدم پر رونما ہوں گی کئی دشواریاں
یہ مناسب ہے ابھی سے تم کرو تیاریاں
کام لو ہمت سے جب تک جان و دل کا ساتھ ہے
کامیابی اور ناکامی خُدا کے ہاتھ ہے
کام کے آغاز میں رکھو خیال انجام کا
دُور اندیشی پلٹ دیتی ہے رُخ آلام کا
ہر گھڑی اُمید رکھو تم خُدا کے فضل کی
جو ہُوا مایوس لا حاصل ہے اس کی زندگی
صبر سے بڑھ کر مصیبت میں کوئی حامی نہیں
یہ صفت پیدا ہو جس میں اس میں کچھ خامی نہیں
نیک باتوں پر عمل کرنا تمہارا کام ہے
یہ نہ دیکھو کہنے والا کون ہے کیا نام ہے
اپنے دل کو بہترین اوصاف کا شیدا کرو
جس قدر ممکن ہو اچھی عادتیں پیدا کرو
دل میں آنے دو نہ ہرگز تم کوئی گندہ خیال
ورنہ ناممکن ہے بن جانا تمہارا خوش خصال
آبرو کا پاس ہے تم کو تو ذلت سے بچو
باز آ جاؤ شرارت سے حماقت سے بچو

بقیہ - بچوں کا صفحہ ۱۹ سے آگے)

کی جائے وہ جاں نثار ہو تو جو چاہے فرمائش کرے۔

حضرت امام شافعیؒ بغداد میں زعفرانی کے مہمان تھے اور وہ حضرت امام کی خاطر میں روزانہ اپنی باندی کو ایک پرچہ لکھا کرتا تھا۔ جس میں اُس وقت کے کھانے کی تفصیل ہوتی تھی۔ حضرت امام شافعیؒ نے ایک وقت باندی سے پرچہ لے کر دیکھا اور اس میں اپنے قلم سے ایک چیز کا اضافہ فرما دیا۔ دسترخوان پر جب زعفرانی نے وہ چیز دیکھی، تو باندی پر اعتراض کیا کہ مَیں نے اس کے پکانے کو نہیں لکھا تھا۔ باندی پرچہ لے کر آقا کے پاس آئی اور پرچہ دکھا کر کہا کہ یہ چیز حضرت امام نے خود اپنے قلم سے اضافہ کی تھی۔ زعفرانی نے جب اس کو دیکھا اور حضرت کے قلم سے اس میں اضافہ پر نظر پڑی تو خوشی سے باغ باغ ہو گیا۔ اور اس خوشی میں اس باندی کو آزاد کر دیا۔ اگر ایسا کوئی مہمان ہو اور ایسا ہی میزبان ہو تو یقیناً فرمائش بھی لطف کی چیز ہے۔

بقیہ نماز کی حیثیت صفحہ ۱۲ سے آگے

میں پھینک کر تھوڑی بہت مٹی ڈال کر اپنے اپنے گھروں کو ہانپتے کانپتے دوڑے ہر شخص کا دل مارے خوف کے کانپ رہا تھا۔ اس واقعہ کا ان لوگوں کے دلوں پہ اتنا اثر ہُوا کہ تمام گاؤں پکا نمازی بن گیا۔ اور کسی کو نماز ترک کرنے کی جُرأت نہیں ہوتی۔ ان میں سے کچھ لوگ اب بھی ہماری مسجد میں نماز پڑھتے ہیں۔

یہ روح فرسا واقعہ عبرت حاصل کرنے کے کافی ہے۔ اے مسلمانو آؤ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہو جاؤ۔ اور آپس کے نفاق و بغض کو بھول جاؤ۔ آؤ سب مل کر دُعا مانگیں کہ خدا ہم سب کو نمازی اور پرہیز گار بنا دے۔ آمین یا الہ العالمین۔

کہاں ہم میں جماعت اور طاعت
شکستہ ہو گئے سابق کے رشتے
نہیں ہے کچھ شکایت لیڈروں کی
کہ جیسی رُوح ہے ویسے فرشتے

اکبر الہ آبادی

بچوں کا صفحہ

مہمان نوازی یا مہمان کا اکرام

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس لاہور کارپوریشن)

پیارے بچو! مشکوٰۃ شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ جل شانہٗ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ مہمان کا جائزہ ایک دن رات ہے اور مہمانی تین دن رات اور مہمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اتنا طویل قیام کرے جس سے میزبان مشقت میں پڑ جائے۔

پیارے عزیزو! اس حدیث میں حضورؐ نے دو ادب ارشاد فرمائے ہیں ایک تو میزبان کے متعلق اور دوسرا مہمان کی بابت۔ میزبان کا ادب یہ ہےؐ کہ خندہ پیشانی کشادہ روئی اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ اور نرمی سے گفتگو کرے اور حسبِ توفیق خاطر تواضع کرے۔

حضرت عقبہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مہمانی نہ کرے اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔

حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ مہمان کی ضیافت کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ سنّت یہ ہے کہ آدمی مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک مشایعت کے لئے جائے۔

ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت علیؓ رو رہے ہیں۔ اس نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ سات دن سے کوئی مہمان نہیں آیا۔ مجھے اس کا ڈر ہے کہ کہیں حق تعالےٰ نے میری اہانت کا ارادہ تو نہیں کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیثِ بالا میں مہمان کے اکرام کا حکم فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ اس کا جائزہ ایک دن رات ہے۔ اس کی تفسیر میں علماء کے چند قول ہے۔ حضرت امام مالکؒ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد اکرام و اعزاز اور خصوصی تحفے ہیں۔ یعنی ایک دن رات تو اس کے اعزاز میں اچھا کھانا تیار کرے۔ اور باقی ایام میں معمولی مہمانی۔ اس کے بعد پھر علماء کے اس میں دو قول ہیں۔ کہ تین دن کی مہمانی جو حضورؐ کے پاک ارشاد میں وارد ہوئی ہے۔ وہ اس دن کے بعد ہے۔ یعنی مہمان کا حق چار دن ہو گئے یا وہ ایک دن خصوصی اعزاز کا بھی ان ہی تین دن میں داخل ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ جائزہ سے مراد ناشتہ ہے راستہ کا۔ اور حاصل یہ ہے کہ اگر مہمان قیام کرے تو تین دن کی مہمانی ہے اور اگر قیام نہ کر سکے تو ایک دن کا ناشتہ۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ جائزہ سے مراد تو ناشتہ ہی ہے۔ لیکن مطلب علماء نے لکھا ہے کہ تین دن کی مہمانی اور چوتھے دن رخصت کے وقت ایک دن کا ناشتہ۔

چوتھا مطلب یہ ہے کہ جائزہ سے مراد گزر ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص مستقل ملاقات کے لئے آئے۔ اس کا حق تین دن قیام کا ہے اور جو راستہ میں گزرتے ہوئے ٹھہر جائے۔ کہ اصل مقصود آگے جانا تھا۔ یہ جگہ راستہ میں پڑ گئی اس لئے یہاں بھی قیام کر لیا۔ تو اس کے قیام کا حق صرف ایک دن ہے۔ اور ان سب اقوال کا خلاصہ مختلف حیثیات سے مہمان کے اکرام کا اہتمام ہی ہے۔ کہ ایک دن کا اس کا خصوصی انتظام کھانے کا کرے۔ اور روانگی کے وقت ناشتہ کا بھی بالخصوص ایسے راستوں میں جہاں راستہ میں کھانا نہ مل سکے۔

دوسرا ادب حدیثِ بالا میں مہمان کے لئے ہے۔ کہ کہیں جا کر اتنا طویل عرصہ قیام نہ کرے۔ جس سے میزبان کو تنگی اور دقّت پیش آئے۔ ایک اور حدیث میں اس لفظ کی جگہ یہ ارشاد ہے کہ میزبان کو گنہگار بنا دے۔ یعنی یہ کہ اس کے طویل قیام کی وجہ سے میزبان اس کی غیبت کرنے لگے۔ یا کوئی ایسی حرکت کرے جس سے مہمان کو اذیت ہو یا مہمان کے ساتھ کسی قسم کی بدگمانی کرنے لگے۔ کہ یہ سب امور میزبان کو گنہگار بنانے والے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ اس صورت میں ہے کہ میزبان کی طرف سے مہمان کے قیام پر اصرار اور تقاضا نہ ہو یا اس کے انداز سے غالب گمان یہ ہو کہ زیادہ قیام اس پر گراں نہیں ہے۔

ایک حدیث میں ہے کسی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا چیز ہے جو اس کو گناہ میں ڈالے۔ فرمایا اس کے پاس اتنا قیام کرے کہ میزبان کے پاس اس کے کھلانے کو کچھ نہ ہو۔

حافظؒ کہتے ہیں کہ اس میں حضرت سلمانؓ کا اپنے مہمان کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا۔ امام غزالیؒ نے اس کو نقل کیا ہے۔

حضرت ابو وائل کہتے ہیں کہ میں اور میرا ساتھی حضرت سلمانؓ کی زیارت کے لئے گئے۔ انہوں نے جَو کی روٹی اور نیم کوفتہ نمک ہمارے سامنے رکھا۔ میرا ساتھی کہنے لگا کہ اگر اس کے ساتھ سعتر (پودینے کی ایک قسم ہے) ہوتا تو بڑا لذیذ ہوتا۔ حضرت سلمانؓ تشریف لے گئے اور وضو کا لوٹا رہن رکھ کر سعتر خرید لائے۔ جب ہم کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا الحمد للہ الذی قنعنا بما رزقنا سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں ما حضر پر قناعت کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں ما حضر پر قناعت ہوتی تو میرا لوٹا گروی نہ رکھا جاتا۔ حاصل یہ کہ میزبان پر ایسی فرمائشیں کرنا جس سے اس کو دقّت ہو یہ بھی میزبان کو تنگی میں ڈالنے والی ہیں۔ دوسرے کے گھر جا کر چناں چنیں کرنا۔ یہ چاہیئے وہ چاہیئے۔ یہ لاؤ وہ نہ لاؤ کہنا ہرگز مناسب نہیں ہے۔ جو وہ حاضر کر رہا ہے اس کو صبر و شکر سے نہایت خوشی کے ساتھ کھا لینا چاہیئے۔ فرمائشیں کرنا بسا اوقات میزبان کی دقت اور تنگی کا سبب ہوتا ہے۔ البتہ اگر میزبان کے حال سے یہ انداز ہو کہ وہ فرمائش سے خوش ہوتا ہے۔ مثلاً فرمائش کرنے والا کوئی محبوب ہو اور جس سے فرمائش

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

ایڈیٹر
عبد المنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ :- بارہ روپے ـــ ششماہی :- سات روپے
سہ ماہی :- تین روپے آٹھ آنے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل
مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا